﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۴/جون ۲۰۰۴ء | ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۲۵ ہجری قمری ۴/احسان ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۲۳

مہمان نوازی

حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور میرے دو ساتھی بھوک اور فاقوں سے ایسے بدحال ہوئے کہ سماعت اور بصارت بھی متاثر ہوگئی۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپؐ نے کمال کشادہ دلی سے اپنا مہمان بنالیا، گھر لے گئے اور فرمایا یہ تین بکریاں ہیں ان کا دودھ پیو۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوتی ہے۔ اس جماعت کو تیار کرنے کی غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔

’’اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔

ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دِل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ ۹۹۔ جدید ایڈیشن)

مجھے جس بات سے دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ افریقہ کے پیاسے لوگوں کو پینے کا پانی مہیا ہو۔

احمدی انجنیئرز اس سلسلہ میں جائزہ لے کر Feasibility رپورٹ تیار کریں

افریقہ میں مساجد، مشن ہاؤسز، سکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیرات کے سلسلہ میں خدمت کے لئے احمدی آرکیٹیکٹس اور انجینئرز کو آگے آنے کی تحریک

احمدی انجنیئرز اس بات پر غور کریں کہ افریقہ کے عوام کی بہبود کے لئے کس طرح کم خرچ پر شمسی توانائی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

(انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجنیئرز کے یورپین چیپٹر کے زیر انتظام منعقدہ پہلے سمپوزیم سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

(بیت الفتوح، لندن)۔ مورخہ ۹/مئی بروز اتوار انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹ اور انجنیئرز کے یورپین چیپٹر کا پہلا سمپوزیم بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوا جس میں 117 انجنیئرز، آرکیٹیکٹس، کمپیوٹر کے ماہرین اور سائنسدانوں نے شرکت کی۔ ان میں خواتین پروفیشنل کی تعداد 4 تھی۔ 6 ممبران نے اپنے پروفیشن سے متعلق مضامین پیش کئے جو کہ گرافکس اور کمپیوٹر کی مدد سے پیش کئے گئے۔ ان میں جرمنی سے مکرم مقصود جاوید صاحب اور وقاص بن سجاد صاحب نے جرمنی میں یکصد مساجد سے متعلق اپنے تجربات سے متعلق مضمون پڑھا۔ مکرم عطاء القدوس صاحب نے Multimedia through Satellite سے متعلق MTA کے حوالے سے مضمون پڑھا۔ مکرم انجم عثمان صاحب نے مسجد بیت الفتوح کے حوالہ سے مضمون پڑھا۔ ملک مبارک احمد صاحب نے تیل نکالنے سے متعلق اپنی تجربات سے بھرپور معلومات بتائیں۔ مکرم مرزا لطیف احمد صاحب اور مرزا مبشر احمد صاحب نے AIMS کے متعلق تفصیلات بتائیں۔ اور مکرم ہاشم سعید صاحب نے Quality Management پر بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائیں۔

ہر مضمون کے اختتام پر حاضرین کو Technical سوالات کا موقع

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

فرمودات خلفاء

حضرت مصلح موعودؓ ﴿عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

پس ﴿عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ﴾ کے یہ معنے ہوئے کہ جو ادنیٰ مومن ہیں وہ خدا تعالیٰ کی اس تجلّی کو دیکھیں گے جو اردگرد ہوتی ہے اور جو کامل مومن ہیں وہ خدا تعالیٰ کی اُس تجلّی کو دیکھیں گے جو اُن کے اپنے نفس میں ظاہر ہوگی۔

یہ تو پہلے معنوں کے الف اور باء دو حصے تھے مگر اس کے ایک اور معنے بھی ہیں اور وہ یہ کہ یَنْظُرُوْنَ کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ آرائک اور سُرُر تو سونے کا مقام ہوتے ہیں۔ انسان اُن پر لیٹتا ہے اس لئے کہ وہ آرام کرے یا اس لئے کہ وہ سو کر اپنی کوفت کو دور کرے۔ لیکن فرماتا ہے وہ ایسے دیندار لوگ ہوں گے کہ ایسے مقامات پر بھی کہ سونے اور آرام کرنے کے ہیں چست اور ہوشیار رہیں گے اور اپنے مفوضہ کاموں کی کڑی نگرانی رکھیں گے گویا بتایا کہ اور لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب انہیں نعمتیں ملتی ہیں، آرام و آسائش کے سامان حاصل ہوتے ہیں تو وہ سُست اور غافل ہو جاتے ہیں۔ اپنے فرائض کو عمدگی سے ادا نہیں کرتے۔ لوگوں کے حقوق کو ادا کرنے کا فکر نہیں کرتے۔ دنیوی عیش کے سامانوں میں اس قدر منہمک ہو جاتے ہیں کہ تمام فرائض کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ مگر ابرار کی یہ حالت نہیں ہوگی۔ جب اللہ کی طرف سے انہیں دنیا کی حکومت ملے گی، جب انہیں عزّت ملے گی، رتبہ ملے گا، مال ملے گا تو وہ سُست نہیں ہو جائیں گے بلکہ اپنے فرائض کو پوری خوش اسلوبی سے ادا کریں گے اور وہ ہر وقت ایسے رہیں گے جیسے دیکھ رہے ہیں کہ کیا نقص واقعہ ہونے والا ہے اور وہ اس کو کس طرح دور کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو مال دیا، دولت دی، عزّت دی، رُتبہ دیا مگر وہ اسلام سے غافل نہیں ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے تو کئی کروڑ روپیہ کی جائیداد اُن کے ترکہ میں تقسیم ہوئی۔ اُنکی سالانہ آمد بھی لاکھوں دینار تھی مگر باوجود اس کے وہ رات اور دن اشاعت اسلام میں مشغول رہے اور مال و دولت کی فراوانی نے اُن کے اندر کسل یا غفلت پیدا نہیں کی۔ یہی حال حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا تھا۔ وہ ساری دنیا کے بادشاہ ہو گئے مگر سُست اور غافل نہ ہوئے بلکہ اپنے فرائض منصبی کو پوری تندہی سے ادا کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں ایک دفعہ باہر قبہّ میں بیٹھا ہوا تھا اور اتنی شدید گرمی پڑ رہی تھی کہ دروازہ کھولنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اتنے میں میرے

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

زندہ قوم کا نشان ۔ علمی ترقی

خداتعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کی تنظیم ایسے مضبوط ومحکم طریق پر ہوئی ہے کہ اگر تمام تنظیمیں اپنے لائحہ عمل کے مطابق کام کریں تو جماعت کا ہر فرد برابر آگے بڑھتا چلا جائے گا اور کسی ایک شخص کے متعلق بھی یہ فکر نہیں ہوگا کہ وہ پیچھے رہ جائے گا یا سست ہو جائے گا۔ اسی طرح ہماری تنظیموں کے لائحہ عمل میں یہ امر بھی شامل ہے کہ اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ جماعت ہر پہلو سے اور ہر میدان میں ترقی کرے۔ اور کوئی پہلو ایسا نہ ہو جو کسی وجہ سے نظر انداز ہو جائے۔ علمی ترقی جو دراصل اجتماعی ترقی کے لئے بطور بنیاد کے ہوتی ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’درحقیقت زندہ قوم کی علامت یہی ہے کہ اس کے اندر اس قدر علماء کی کثرت ہوتی ہے کہ کسی ایک کے فوت ہونے پر اسے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ آئندہ کام کس طرح چلے گا۔ بے شک شخصی لحاظ سے ایک شخص کی وفات دکھ اور رنج کا موجب ہو سکتی ہے اور ہمیشہ ہوتی ہے مگر بہر حال یہ ایک شخصی سوال ہوگا، قومی سوال نہیں ہوگا۔ ایک شخص کا باپ مرجاتا ہے، ایک شخص کی ماں مرجاتی ہے تو اس کا دل زخمی ہوتا ہے۔ اس میں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوتے ہیں مگر وہ یہ نہیں کہتا کہ اب قوم کا کیا حال ہوگا۔ وہ جانتا ہے کہ دنیا بس رہی ہے اور بستی چلی جائے گی۔ آج ایک مرتا ہے تو کل اور پیدا ہو جاتا ہے۔ کل دوسرا مرتا ہے تو پرسوں تیسرا پیدا ہو جاتا ہے۔ بہر حال کسی قوم کی زندگی کی یہ علامت ہے کہ اس میں علم کی کثرت ہو، اس میں علماء کی کثرت ہو، اس میں ایسے نفوس کی کثرت ہو جو قوم کے سرکردہ افراد کے مرنے پر اسی وقت ان کی جگہ کو پر کرنے کے لئے تیار ہوں۔.......... ہمارے لئے یہ خطرہ کی بات نہیں ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ بہت بڑے عالم تھے جو فوت ہو گئے، یا مولوی عبدالکریم صاحب بہت بڑے عالم تھے جو فوت ہو گئے، یا مولوی برہان الدین صاحب بہت بڑے عالم تھے جو فوت ہو گئے، یا حافظ روشن علی صاحب بہت بڑے عالم تھے جو فوت ہو گئے یا قاضی امیر حسین صاحب بہت بڑے عالم تھے جو فوت ہو گئے، یا میر محمد اسحٰق صاحب بہت بڑے عالم تھے جو فوت ہو گئے بلکہ ہمارے لئے خطرہ کی بات یہ ہے کہ جماعت کسی وقت بحیثیت جماعت مرجائے اور ایک عالم کی جگہ دوسرا عالم ہمیں اپنی جماعت میں دکھائی نہ دے۔ پس اپنے آپ کو اس مقام پر لاؤ اور جلد جلد ترقی کی طرف اپنے قدموں کو بڑھاؤ‘‘۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۴ء)

خداتعالیٰ کے فضل سے علمی میدان میں جماعت کا معیار بہت بلند ہے۔ قادیان اور ربوہ کی احمدی آبادی علمی تناسب کے لحاظ سے پاکستان یا ہندوستان کی شرح تعلیم کے لحاظ سے بدرجہا آگے ہے۔ خاص طور پر احمدی خواتین دوسری عورتوں کے مقابل پر ہی نہیں احمدی مردوں کے مقابلہ میں بھی آگے ہیں۔ تاہم اس میدان میں ترقی کے مواقع ضرور موجود ہیں۔ ہماری خواہش اور کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ علمی دنیا میں سب سے زیادہ اور نمایاں حیثیت رکھنے والے احمدی ہوں اور ہماری علمی حیثیت ایسی ہو کہ دوسرے لوگ ہم سے استفادہ کرنے پر مجبور ہوں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ (عبدالباسط شاہد)

اِک سمندر اشک کا محراب میں رکھا ہوا
اور دل کو حیطۂ بے تاب میں رکھا ہوا

اب کہاں فرصت کہ دیکھیں ہم تری دنیائے رنگ
چشم کو تو گریۂ خوناب میں رکھا ہوا

دھیرے دھیرے چھیڑتا ہے دل کے تاروں کو وہ شخص
گریۂ نمناک ہے مِضراب میں رکھا ہوا

بولتا ہے تمکنت سے اس طرح جیسے کنول
کھل اٹھے یوں آئینہ آب میں رکھا ہوا

وہ چٹاں ہے عزم کی اس کے مقابل پر عدو
ایک تنکا تندیٔ سیلاب میں رکھا ہوا

جان سے وہ ہم کو پیارا ہے کہ دل اس کے لئے
آرزوئے گلشنِ شاداب میں رکھا ہوا

اِک وہی ہے جاگتا ہے رات بھر میرے لئے
اور میں نے دل حصارِ خواب میں رکھا ہوا

(عبدالکریم خالدؔ)

بقیہ: فرمودات خلفاء از صفحہ اول

غلام نے مجھے کہا دیکھئے اس شدید دھوپ میں باہر ایک شخص پھر رہا ہے۔ میں نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جس کا منہ شدّت گرمی کی وجہ سے جھلسا ہوا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ کوئی مسافر ہوگا۔ مگر تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ وہ شخص میرے قبّہ کے قریب پہنچا اور میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ ہیں۔ اُنکو دیکھتے ہی میں گھبرا کر باہر نکل آیا اور میں نے کہا اس گرمی میں آپ کہاں؟ حضرت عمرؓ فرمانے لگے بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں باہر پھر رہا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ۔ وہ ہوں گے تختوں پر مگر ہر وقت نگرانی اُن کا کام ہوگا۔ دنیا کی نعمتیں اور دنیا کے آرام اُن کو سُست نہیں بنائینگے۔ وہ اُن اَرَائِک کے اندر سونہ رہے ہونگے بلکہ بیدار و ہوشیار ہونگے۔ لوگوں کے حقوق کی دیکھ بھال کرینگے اور اپنے فرائض منصبی کو پوری خوش اسلوبی سے ادا کرتے چلے جائیں گے‘‘۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر سورۃ التطفیف۔ آیت نمبر ۱۶)

جماعت احمدیہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کے تحت

ٹانگا میں کامیاب صوبائی جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: مبارک محمود ۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ ۲۶،۲۷؍ مارچ ۲۰۰۴ء بروز جمعہ اور ہفتہ، جماعت احمدیہ ٹانگا کو اپنا دوروزہ جلسہ سالانہ ٹانگا شہر میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ اس صوبہ کا تیسرا سالانہ جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں پہلی بار دارالسلام سے مکرم فیض احمد صاحب زاہد امیر ومبلغ انچارج تنزانیہ، مکرم امری عبیدی صاحب نائب امیر، مکرم معلم حسن صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ، مکرم عثمان مکوپا صاحب صدر مجلس انصاراللہ تنزانیہ اور محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ تنزانیہ بھی شامل ہوئے۔

اس جلسہ میں ٹانگا صوبہ کی تمام جماعتوں کی نمائندگی ہوئی بلکہ جن جگہوں پر اِکّا دُکّا احمدی بھی ہیں وہ سب بھی حاضر ہوئے۔ سب سے زیادہ حاضری Ugwenu جماعت کی تھی جہاں سے 110 افراد شامل ہوئے جو ایک بڑا ٹرک کرائے پر لے کر آئے۔

جلسہ کی کل حاضری 475 تھی جن میں 125 نومبائع بھی شامل تھے۔ اسی طرح کل سات جماعتوں اور ۵ جگہوں سے احباب جلسہ میں شامل ہوئے۔

جلسہ کا آغاز نماز جمعہ سے ہوا۔ مکرم امیر صاحب نے ذکر الٰہی کے موضوع پر خطبہ دیا۔

جلسہ کے پہلے اجلاس کا آغاز تین بجے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم امیر صاحب کے افتتاحی خطاب کے علاوہ دو تقاریر ہوئیں۔

رات کو شبینہ اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورہ غانا مغربی افریقہ کی وِڈیو ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ اس کے علاوہ اطفال وناصرات نے مختلف حفظ کردہ سورتیں، نظمیں، احادیث اور بعض دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ لوکل بچوں نے اردو زبان میں ’حمد وثنا اسی کو جو ذات جاودانی‘ والی نظم پیش کی جسے بہت پسند کیا گیا۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

اس کے بعد مجلس انصاراللہ کا اجتماع ہوا جبکہ اس دوران خدام الاحمدیہ نے کھیل کے میدان میں اپنے جوہر دکھائے۔ جس میں مختلف مجالس کے مابین فٹبال کے مقابلے ہوئے۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس صبح نو بجے شروع ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں جن میں ایک ’’وفات مسیح‘‘ کے اہم موضوع پر تھی۔ تقاریر کے بعد اس اجلاس میں سوال وجواب ہوئے۔

دوسرے دن کا دوسرا اور آخری اجلاس سہ پہر تین بجے شروع ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم بکری عبید کالوٹا صاحب نے ’’صداقت حضرت مسیح موعودؑ‘‘ کے عنوان پر پُراثر تقریر کی جس سے حقیقتاً جلسہ میں جان پڑی۔

اس تقریر کے بعد مکرم فیض احمد زاہد صاحب، امیر ومبلغ انچارج نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں بعض بنیادی تربیتی امور یعنی نماز باجماعت کا قیام اور تلاوت قرآن کریم کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔

اس جلسہ کی ایک اہم بات یہ تھی کہ ایک غیر احمدی مولوی اپنی ختم میت پر پڑھنے والی کتاب کے ساتھ شامل ہوئے۔ اکثر وقت وہ اپنی کتاب کا دفاع بھی کرتے رہے جبکہ دو پادری بھی بائبل کے ساتھ سوال وجواب کی مجلس میں شریک ہوئے۔ اور وہ بھی اپنی کتاب کا دفاع کرنے میں ناکام رہے۔

الحمدللہ اس جلسہ نے خدا کے فضل سے تبلیغ وتربیت کا حق ادا کر دیا کہ جلسہ میں شامل ہونے والے ۲۰ غیر احمدی احباب نے جماعت میں شمولیت کا شرف حاصل کیا اور بعض افراد نے جلد جماعت میں شامل ہونے وعدہ بھی کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جلسہ کو زیادہ سے زیادہ برکات اور باقی رہنے والے نیک اثرات سے نوازے۔ آمین

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا فلسفہ

(تحریر فرمودہ: حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

درود شریف کی اہمیت اور عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نماز کا فریضہ جسے ہر ایک مسلم کے لئے طرّۂ امتیاز قرار دیا گیا ہے اور جس کی ادائیگی ہر مومن کے لئے ایسی ہی ضروری قرار دی گئی ہے جیسے قیام زندگی کے لئے غذا اور دفع علالت کے لئے علاج اور دوا۔ درود شریف کو اس دائمی اور ابدی عظیم الشان عبادت کا جزو قرار دیا گیا ہے اور جس طرح نماز کے لئے قرآن کریم اور احادیث نبویّہ میں لفظ صلوٰۃ استعمال ہوا ہے اسی طرح یہی لفظ درود شریف کے لئے رکھا گیا ہے۔ جس سے یہ امر قرین قیاس اور صحیح الامکان معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا نام صلوٰۃ نماز کے اسی جزو کی بنا پر رکھا گیا ہے جیسے بعض سُوَرِ قرآنیہ کے اسماء ان کے بعض اجزاء کے نام پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے درود شریف کا نماز کے ہم اسم ہونے کی صورت میں پایا جانا اس کی اہمیت اور فضیلت کو جس اعلیٰ شان کے ساتھ ظاہر کر رہا ہے وہ مخفی نہیں۔

فضیلت درود

درود شریف بہترین حسنات کے ذخائر اور خزائن میں سے ہے اور اس سے بڑھ کر درود شریف کا پڑھنا اور کیا موجبِ حسنات ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے اپنا اور اپنے ملائکہ کا فعل قرار دیا ہے جس سے درود شریف پڑھنے والا مومن خدا تعالیٰ اور ملائکہ کا شریک فعل ہو جاتا ہے گو یہ دوسری بات ہے کہ ہر ایک کے درود شریف کی نوعیّت جداگانہ ہے۔

درود شریف چونکہ مومنوں کا وصف ہے اس لئے درود شریف علامت ایمان اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے تو خدا تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ یہ بشارت دراصل آیت قرآنی ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ کے ماتحت ہے کہ ایک نیکی کی جزا کم از کم دس گنا زیادہ ملتی ہے۔ لیکن عرفان اور نیّت کی وسعت سے جزا کا دائرہ اور بھی وسیع ہو جاتا ہے۔

درود شریف کا ماحصل

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا مطلب وہی ہے جو لفظ صلوٰۃ اور سلام سے ظاہر ہے۔ صلوٰۃ کا لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت حمید و مجید کے لحاظ سے جو درود شریف میں دعائے صلوٰۃ کی مناسبت سے لائی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کے لئے حمد اور حُسنِ ثناء اور آپ کی عظمت اور مجد کے لئے درخواست کرنے کے معنوں میں ہے۔ ﴿اُولٰٓئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ کے ارشاد باری میں صَلَوَات کے معنے حسن ثناء بھی ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے متعلق ثناء اور تعریف کا اظہار ہوتا ہے۔

اسی طرح آیت ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد ایسی رحمت بھی ہے کہ جس کے ذریعہ انسانوں کو انواع و اقسام کی تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا جاتا ہے۔

ان معانی کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا مفہوم اور مطلب یہ ہوگا کہ سب مومن ﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ کے ارشاد کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ کے متعلق مخالفین اور کافرین کی مذمتوں اور غلط بیانیوں کے مقابل حسن ثناء اور مدح اور تعریف کی اشاعت کریں۔ کیونکہ کافر اور مخالف لوگ اپنے بُرے پراپیگنڈے سے ظلمات اور تاریکی کے پردے حائل کرنا چاہتے ہیں تا آنحضرت ﷺ کی صداقت اور آپ کی نبوّت و رسالت کی اصلی اور خوبصورت شان کو دیکھ کر لوگ مسلمان نہ ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جہاں مخالف لوگ آنحضرت ﷺ کی صداقت پر تاریکی کے پردے ڈال کر آپ کی اصل حقیقت کو چھپانا چاہیں، تم مومن لوگ ان کے اعتراضات کی تردید اور ان کے غلط خیالات کا ازالہ کرتے ہوئے وہ سب تاریکی کے پردے ہٹا دو اور دنیا کو آنحضرت ﷺ کے اصل حال اور حقیقی نور صداقت سے آگاہ کر دو۔ تا ایک طرف تمہارے اس صلوٰۃ اور سلام سے آپؐ مخالفوں کی پیدا کردہ تاریکیوں سے باہر آ جائیں اور دوسری طرف محقق اور طالبان حق آپ کی اصل اور پُر حقیقت شان سے آگاہ ہو کر اس حق کو قبول کر کے نور حاصل کر لیں۔

صلوٰۃ اور سلام کی چار قسمیں

غرض مومنوں کا صلوٰۃ اور سلام چار رنگوں کا ہو سکتا ہے۔

اوّلؔ یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کے دشمنوں اور مخالفوں کے تاریک اور پُر مذمت پراپیگنڈا کی تردید اور اس کا کماحقّہٗ ازالہ کریں اور بتائیں کہ آپؐ مذمّم نہیں بلکہ محمدؐ ہیں اور آپؐ کاذب اور مفتری نہیں بلکہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ امام مہدی کے اصحاب ہر مجلس میں مہدی کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کریں گے۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ مہدی کے مخالفوں کی طرف سے چونکہ جا بجا مخالفانہ ذکر ہوں گے اس لئے اصحاب مہدی بطور ذبّ کے تردید کریں گے اور تبلیغ کی غرض سے مہدی کا ذکر بکثرت وقوع میں آئے گا۔

دوسرےؔ یہ کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور آپ کے خُلقِ عظیم کے سچے وارث بن کر پاک نمونہ اور پاک اخلاق کے ساتھ دنیا کو دکھائیں کہ آنحضرت ﷺ کا وہ نمونہ نہ تھا جو مخالف اور آپ کے دشمن پیش کرتے ہیں بلکہ آپ کا نمونہ اور خُلق وہ ہے جو مومنین کی پاک جماعت آنحضرت ﷺ کی پاک تعلیم کو اپنے پاک نمونہ اور پاک اعمال سے ظاہر کر رہی ہے۔ اور اس طرح آنحضرت ﷺ کا جلوۂ صداقت جو مومنین کے پاک نمونہ کے ذریعہ ظہور میں آئے گا مخالفوں کو تاریکیٔ شبہات سے باہر نکالے گا۔

تیسرےؔ یہ کہ آنحضرت ﷺ کی پاک تعلیم کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ کے لئے دنیا کی ہر قوم کو دعوت دے کر آپؐ کے محامد اور محاسن سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے لوگوں کے آگے سے تاریکیٔ جہالت کے پردوں کو اٹھایا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور صداقت کا ہر وقت اور ہر جگہ جلوۂ حقیقت ظاہر کیا جائے۔

چوتھےؔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بکمال تضرّع و خشوع اور بکمال ارادت و صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے دعائیں کی جائیں تا کہ تاریکی کے سب پردے اٹھا دیئے جائیں اور ہر ایک انسان آنحضرت ﷺ کے نمونہ کا مظہر ہو کر آپؐ کی قوت قدسیہ کا جلوہ دنیا کو دکھائے اور تا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی وہ نسل جو آنحضرت ﷺ کے پاک نمونہ سے منحرف ہو کر جہنمی زندگی کے اتھاہ گڑھے میں گر پڑی ہے دوبارہ آپؐ کی اتباع سے آدم کی طرح مسجود ملائکہ بننے کی مستحق ٹھہرے۔

پس یہ صلوٰۃ اور سلام جو چار رنگوں کا ہے اگر مومن اس کی تعمیل کریں تو یہ انہیں آنحضرت ﷺ کے انصار میں سے بنا دیتا ہے اور باوجود بُعدِ زمانی اور مکانی کے ایسا مومن جو صلوٰۃ اور سلام کے مذکورہ کوائف سے اپنا درود شریف پیش کرتا ہے لاریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سچا اور کامل ناصر اور جماعت انصار میں اپنی خاص شان کا انصاری ہوتا ہے۔

درود شریف سے صفات الٰہیہ کا ظہور

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اس سے پہلے آتا ہے ﴿سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ان دو آیتوں کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے مرسلوں کو معصوم تسلیم کرنا، ہر عیب اور نقص سے پاک اور سلامتی کے ساتھ ماننا ہی اس بات کی دلیل اور علامت ہے کہ سب کی سب اور کامل حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، جس کی حمد کی یہ شان ہے کہ وہ سب عالموں کی ربوبیت کا فیضان ہر وقت نازل فرما رہا ہے اور جس کی ربوبیت کے ماتحت خدا کے مرسلوں کی بعثت ظہور میں آئی اور بالآخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جیسے عظیم الشان مرسل کو تمام دنیا کی قوموں اور سب عالموں کی ربوبیت کے لئے مبعوث فرمایا تا خدا تعالیٰ کی حمد کے اظہار کے علاوہ دہریوں اور مشرکوں پر یہ ثابت کرے کہ تیرا رب جس نے اے رسول تجھے مبعوث فرمایا بہت بڑی عزّت والا ہے اور ان سب نقائص اور عیوب سے منزہ ہے جن کو اس قدوس اور سبّوح ذات کی طرف جاہل، مشرک اور دہریہ لوگ منسوب کرتے ہیں۔

پس ﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ کے ارشاد میں صلوٰۃ کے علاوہ سلام بھیجنے کی غرض انہی معنوں میں ہے جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے لئے جو الفاظ مسنونہ صلوٰۃ کے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی صفت حمید اور مجید کو پیش کیا گیا جس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی حمد اور مجد کو آنحضرت ﷺ کے مُرسَل ہونے کی حیثیت اور آپ کی صداقت کے ظہور کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔

آنحضرتؐ کے اغراض و مقاصد

درود شریف کو جب دعا کے طور پر پڑھا جائے تو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اغراض و مقاصد کو ملحوظ رکھ کر ان کی تکمیل کے لئے دعا کی جائے۔ آپ کے اغراض و مقاصد تین طرح پر ہیں۔ ایک خالق کے متعلق۔ دوسرا مخلوق کے متعلق۔ تیسرا نفس کے متعلق۔

خالق کے متعلق آپ کا یہ مقصد ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور تعظیم لامر اللہ کی شان دنیا میں ظاہر ہو۔ مخلوق کے متعلق یہ کہ ہر انسان خدا تعالیٰ کی توحید کو اعتقادی اور عملی صورت میں پانے والا ہو جائے اور حق اللہ اور حق العباد کی امانت کو ادا کرنے والا اور تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے فرائض کی ادائیگی کے لئے کامل نمونہ ہو۔ خدا کے قرب اور وصل سے جنت کا وارث اور جہنمی زندگی سے نجات پانے والا بنے۔

ذاتی مقصد یہ ہے کہ ﴿اِنَّ صَلٰوتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کے مطابق آپؐ خدا تعالیٰ کے عرفان اور قرب و وصل کے مدارج میں جس قدر بھی بیش از بیش ترقی کے خواہشمند ہیں ان مدارج میں آپ کو ہر لحہ ترقی حاصل ہوتی رہے۔ چنانچہ ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ میں اس امر کی بشارت دی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ترقی غیر متناہی مدارج کی شان رکھتی ہے۔

صلوٰۃ نسک حیات و ممات

آیت کریمہ ﴿اِنَّ صَلٰوتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ میں آنحضرت ﷺ کی صلوٰۃ کو مقام استفاضہ پر اور حیات کے بالمقابل رکھا ہے اور نُسُکِی یعنی آپ کی قربانی کو مقام افاضہ پر اور ممات کو بالمقابل پیش کیا۔ ہے اس سے آپ کی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے استفاضہ کا لامتناہی سلسلہ علی الدوام جاری ہے اور دوسری طرف آپ کی طرف سے خلق خدا کے لئے افاضہ کا غیر متناہی اور ابدی سلسلہ چلتا رہے اسی مقصد کو ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ کے الفاظ میں بھی پیش کیا گیا ہے۔ یعنی فَصَلِّ سے استفاضہ کر اور اَنْحَرْ سے قربانی کا سلسلہ جاری رکھ جو تیری طرف سے خلق کے لئے افاضہ کی حیثیت میں ہے۔ اس کے نتیجہ میں کوثر تجھے عطا ہو گا۔ یعنی ہر طرح کے انعامات اور برکات کی وہ کثرت جو غیر متناہی اور گنتی و شمار کی حدود سے باہر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی قربانی کو ﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ اور ﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ کے الفاظ میں بھی ذکر کیا ہے کہ دوسری مخلوق کے متعلق آپؐ کی ہمدردی اور شفقت تو درکنار کافروں تک کے لئے جو آپ کے جانی دشمن تھے آپؐ کی ہمدردی اور قربانی کا یہ حال تھا کہ خدا تعالیٰ جو خالق فطرت اور عالم سرّ و علن ہے شہادت دیتا ہے کہ

کافروں اور دشمنوں کی ہمدردی سے اس قدر گداز ہو رہے تھے کہ اپنی جان کو بوجہ شفقت اور مجاہدات شاقّہ کے ہلاکت میں ڈالے ہوئے تھے پس آنحضرت ﷺ کی ان شفقتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور آپؐ کی محسنانہ اور کریمانہ عنائتوں اور مہربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپؐ پر درود شریف پڑھتے وقت آپؐ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے دعائیں کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود

اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کا درود مومنوں سے الگ حیثیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود صفت رحمانیت کے افاضہ کے رنگ میں بلا محنت بلا کسی معاوضہ ومبادلہ کے پیش ہوتا ہے۔ لیکن مومنوں کا درود ایک دعا اور روحانی مجاہدہ اور کوشش ہے جس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور معاوضہ صفت رحیمیت کے افاضہ کے ماتحت فیضان نازل ہوتا ہے۔ اس طرح سے آنحضرت ﷺ کو صفت رحمانیت اور صفت رحیمیت دونوں قسموں کے فیضان کا مورد بنایا جاتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ مومن اپنی نیت اور عرفانی وسعت سے اپنے درود میں اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے درود بلکہ جمیع انبیاء ومومنین کے برکات دعا اور انعامات ودعوات کو بھی شامل کر کے دعا کرے اور اس طرح کی دعا کے وسیع دائرہ سے آنحضرت ﷺ کے لئے استفاضہ کے دائرہ کو وسعت دے اور اپنے درود میں صفت رحمانیت اور رحیمیت کے فیوض کو جمع کر کے جامع حیثیت میں پیش کرے۔

اَلنَّبِی اور آل کا لفظ

﴿صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ کے ارشاد میں صرف اَلنَّبِی کا لفظ لایا گیا حالانکہ درود شریف میں آل کا لفظ پیش کیا گیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اَلنَّبِی کی تشریح لفظ محمد اور آل محمد سے فرمائی ہے۔ اور اس لئے کہ نبوّت کے لحاظ سے اگرچہ آنحضرت ﷺ قیامت تک کے لئے نبی تھے لیکن شخصی حیثیت سے جب آپ تریسٹھ سال کی عمر تک پہنچ کر دنیا سے رحلت فرما گئے تو شخصی وجود کی عدم موجودگی میں آپ کی قائم مقامی میں آل محمدؐ ہی کام کر سکتی تھی اور آل محمدؐ سے مراد آپ کی امّت کے صدیق، شہید، صالح اور خصوصاً امت کے مجددین جو ”عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ“ کے مصداق ہیں اور خلفاء راشدین مہدیین ہیں۔ اور چونکہ نبی بغیر امت کے نہیں ہوسکتا اس لئے اَلنَّبِیْ کے لفظ کے بطن میں جب امت داخل ہے تو آل محمد جو نبی کے سچے وارث اور اس کی امانت کے سچے حامل ہیں کیوں داخل نہ ہوں اور جب اَلنَّبِیْ اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے امت کے انصار کی دعا اور درود شریف کی نصرت کا مقتضی ہے تو آل نبی اور آل محمد جو محمدؐ رسول اللہ کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کی غرض سے ہی حامل امانت کی حیثیت میں کام کرنے والے ہیں ان کو کیوں اس درود شریف میں شامل کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کا اَلنَّبِی کے لفظ کی تشریح اور توضیح میں درود شریف میں محمد اور آل محمدؐ کے الفاظ کو پیش کرنا عین حکمت اور ضرورت کے اقتضاء کے ماتحت ہے اور تفسیر کے لحاظ سے نہایت ہی صحیح اور بہترین تفسیر لفظ اَلنَّبِیْ کی فرمائی گئی ہے۔

ایک سوال کا جواب

ہاں یہ امر کہ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ...... الخ کے الفاظ پڑھنے کی ضرورت کیوں اور کہاں سے پیدا کی گئی۔ سو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ﴾ (بقرہ:۱۲۹) اور ساتھ ہی یہ دعا کی تھی ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ یُزَکِّیْھِمْ﴾ (بقرہ:۱۳۰)۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا جیسے ہم دونوں یعنی ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہما السلام) تیرے خادم اور دین حنیف کی اشاعت و حمایت کرنے والے ہیں اسی طرح اس دین کی خدمت اور اشاعت کے لئے ہماری ہی اولاد اور ذرّیت سے ایک امّت مسلمہ بنانا اور اس میں ایک ایسا رسول بھی مبعوث فرمانا جو تیری آیات ان پر تلاوت کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو اعتقادی اور عملی اور حالات کے لحاظ سے پاک کرے۔

یہ وہ دعا ہے جس کے اثر اور نتیجہ کے ماتحت آنحضرت ﷺ کی بعثت ظہور میں آئی اور اسی کے ماتحت آپ کی امت جو امت مسلمہ ہے ظہور پذیر ہوئی۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے آپؐ کو یہ برکت ملی کہ آپ کی برکات کا سلسلہ اور آپ کی ذریت اور اولاد کی برکات کا سلسلہ علی الدوام قیامت تک کے لئے لمبا کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق دوسرے مقام میں بھی اس بات کا بطور برکت ذکر فرمایا کہ ﴿قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ﴾ اس دعا کی رو سے جب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذرّیت اور نسل دنیا میں رہے گی امامت اور نبوت کا انعام آپ کی صالح اولاد میں جاری رہے گا۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذرّیت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہنے والا ہے لہٰذا سلسلہ برکات امامت ونبوّت بھی قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔ ہاں اس انعام کی محرومی کے لئے صرف ظالمین کو مستثنیٰ کیا ہے۔ لیکن اس استثناء سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک غیر ظالم ذرّیت بھی اس انعام سے ابد تک محروم رکھی جائے۔

ان دونوں آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا کے اثر اور نتیجہ میں آپ کی نسل دو سلسلوں میں چلی اور دونوں کو انعامات امامت اور برکات نبوت سے مستفیض فرمایا گیا۔ ایک سلسلہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام پر ختم ہوا اور دوسرا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے شروع ہو کر آنحضرت ﷺ تک پہنچا۔ پس آنحضرت ﷺ کا درود شریف کے الفاظ میں ابراہیم اور آل ابراہیم کے صلوات اور برکات کے لئے دعائیہ الفاظ پیش کرنا اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے انہی برکات کے سلسلہ کی غرض سے ہے۔

درود شریف کے پاک اثرات

امت کی یہ دعا جو درود شریف کے الفاظ میں پیش کی گئی ہے اور جو خدا تعالیٰ کے امر اور ارشاد کے ماتحت مانگی جاتی ہے ایک قبول شدہ دعا ہے۔ اس کی قبولیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کو بھی بشارت دی گئی۔ اسی بشارت کے ماتحت آپ نے فرمایا ”عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ“ اور فرمایا:

”یُوْشِکُ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدَلًا وَّاِمَامًا مَھْدِیًا“ یعنی میری امت کے علماء مجددین جو اسرائیلی انبیاء کی طرح مخصوص القوم اور مخصوص الزمان حیثیت سے مبعوث ہوں گے وہ اسرائیلی انبیاء کے نمونہ پر ہوں گے اور یہ برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نسل کے لحاظ سے اس نمونہ پر عطا ہوگی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحاقی سلسلہ کے ذریعہ عطا کی گئی اور مسیح موعود کی برکت جو امام مہدی ہو کر آنے والے ہیں اور جن کی بعثت دنیا کی سب قوموں اور قیامت تک کے لئے ہوگی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلۂ نسل کے لحاظ سے اس نمونہ پر عطا ہوگی جو حضرت ابراہیمؑ کو اسماعیلی سلسلہ اور آنحضرتؐ کے وجود باجوُد کے ظہور سے ملی۔ سو خدا کے فضل سے آج تک اس زمانہ تک امت کی دعا اور درود کے پاک اثرات ظہور میں آچکے ہیں اور ایک طرف تیرھویں صدی تک ہر صدی کے سر پر مجددین کی بعثت سے ”عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ“ کے رو سے اسحاقی سلسلہ کی برکت کا نمونہ ظاہر ہو گیا اور دوسری طرف اس چودھویں صدی کے سر پر سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ و امام مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت سے وہ دوسری برکت بھی ظاہر ہوگئی جو اسماعیلی سلسلہ کی برکت کے نمونہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت سے ظہور میں آئی۔ اور جس طرح آپ کی بعثت اسرائیلی انبیاء کے بعد ظہور میں آئی اور شان میں بھی اسرائیلی انبیاء کی برکات سے بڑھ چڑھ کر ظہور میں آئی اسی طرح تیرھویں صدی تک کے مجددین جو اسرائیلی انبیاء کے نمونہ پر آئے ان سے مسیح موعود علیہ السلام بوجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کے مظہر اکمل اور بروز اتم ہونے کے پہلے کے سب مجددین سے افضل شان کے ساتھ ظہور فرما ہوئے۔ اور جس طرح آنحضرت ﷺ میں خاتم الانبیاء ہونے کی خصوصیت ہے اسی طرح آپ میں خاتم الاولیاء ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ پس آج اس زمانہ میں اہل اسلام کے لئے بے حد مسرّت اور خوشی کا موقعہ ہے کہ ان کا درود شریف پڑھنا بابرکت ثمرات اور مبارک نتائج کے ساتھ ظہور پذیر ہوا۔

رسول کریمؐ کی نبوّت کے برکات

اگرچہ صدیقیت، شہیدیت اور صالحیت کے مدارج کے لوگ بھی امت میں پیدا ہوئے لیکن اَلنَّبِیْ کے لفظ میں جو ﴿یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی﴾ کے ارشاد میں ہے، اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صدیقیت، شہیدیت اور صالحیت اور اپنی مومنانہ شان کا جلوہ دکھاتے ہوئے جہاں بہت سے صدیق، شہید، صالح اور مومن پیدا کئے وہاں نبی بھی آپ کی اتباع سے آپ کی امت میں پیدا ہونے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آل محمدؐ کو اَلنَّبِیْ کے لفظ میں داخل کر کے کمالاتِ نبوّت میں بھی ظلّی طور پر شامل ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا۔

درود شریف اور حضرت مسیح موعودؑ

درود شریف جس کے الفاظ نماز میں پڑھے جاتے ہیں ان پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے مسیح موعودؑ محمدیؐ ہیں، نہ کہ اسرائیلی۔ اور وہ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے دعا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کے برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آل محمدؐ کو عطا ہوں اور چونکہ مسیح اسرائیلی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے اور اسرائیلی نبیوں میں سے ہیں اور آل ابراہیم میں سے، اس لئے درود شریف کی دعا سے یہ مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حضرت ابراہیمؑ اور آپؑ کی آل کی طرح ایک مسیح بھی دیا جائے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پہلے مسیح کی طرح کا ایک اور مسیح دیا جانا ہے، نہ یہ کہ وہی پہلا آپ کو دیا جانا ہے۔ اگر پہلا مسیح آئے تو پھر کَمَا کا حرف تشبیہ جو پہلے مسیح کے مشبّہ کو چاہتا ہے، نہ کہ پہلے مسیح کے عین کو، وہ اپنے مفاد کے لحاظ سے باطل ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ مشبّہ اور مشبّہ بہٖ کے درمیان مغائرت کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ تشبیہ کا فائدہ ہی کیا پس حرف کَمَا نے اپنے مفاد سے یہ ظاہر کر دیا کہ آنے والا مسیح

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters &
Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment.

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

خطبہ جمعہ

خلیفہ وہی ہے جو خدا بناتا ہے ۔ خدا نے جس کو چن لیا اس کو چن لیا۔

مخالفین اور منافقین جتنا مرضی زور لگا لیں خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی۔

سچے وعدوں والا خدا آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۱/مئی ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۱/ہجرت ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام بادکروزناخ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔يَعْبُدُوْنَنِىْ لَايُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ۔وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(سورة النور :56)

اس کا ترجمہ ہے: کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے، یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے لیکن ساتھ شرائط عائد کی ہیں کہ ان باتوں پر تم قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی۔ لیکن اس کے باوجود خلافت راشدہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں صرف تیس سال تک قائم رہی۔ اور اس کے آخری سالوں میں جس طرح کی حرکات مسلمانوں نے کیں اور جس طرح خلافت کے خلاف فتنے اٹھے اور جس طرح خلفاء کے ساتھ بیہودہ گوئیاں کی گئیں اور پھر ان کو شہید کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت راشدہ ختم ہوگئی اور پھر ملوکیت کا دور رہا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرما دیا تھا اور اس ارشاد کے مطابق ہی تھا کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو فاسق ٹھہرو گے۔ اور فاسقوں اور نافرمانوں کا اللہ تعالیٰ مددگار نہیں ہوا کرتا تو بہرحال اسلام کی پہلی تیرہ صدیاں مختلف حالات میں اس طرح گزریں جس میں خلافت جمع ملوکیت رہی پھر بادشاہت رہی پھر اس عرصہ میں دین کی تجدید کے لئے مجدد بھی پیدا ہوتے رہے۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے، اس کا ویسے تو میں ذکر نہیں کر رہا۔

لیکن جو بات میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔ (مسند احمد بن حنبل ۔مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ، یعنی دونوں زمانے شان و شوکت والے ہوں گے۔

اس آخری زمانے کی بھی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرما دی کہ وہ کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اس کی آیت ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہؓ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہ سوال دوہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔

یعنی آخرین سے مراد وہ زمانہ ہے جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور اس پر ایمان لانے والے، اس کا قرب پانے والے، اس کی صحبت پانے والے صحابہ کا درجہ رکھیں گے۔ پس جب ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ زمانہ پانے کی توفیق عطا فرمائی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کا درجہ دیا ہے۔ تو یہ بھی ضروری تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق خلافت علی منہاج نبوت بھی قائم رہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دی ہے جیسا کہ پہلے حدیث (کی روشنی) میں مَیں نے کہا کہ مسیح موعود کی خلافت عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی خلافت ہوگی۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس آیت کی کچھ وضاحت کرتا ہوں، آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے، دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ

خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾(النور:۵۶)۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا''۔

فرمایا:''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے''۔ اور یہ وعدہ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے اس وقت تک ہے جو لوگ نیک اعمال بجا لاتے رہیں گے وہ ہی خلافت سے چمٹے رہیں گے۔'' اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی''۔

اور فرمایا کہ:''چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں''۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کئی کھڑے ہو جائیں بیعت کرنے کے لئے بلکہ مختلف اوقات میں ایسے آتے رہیں گے۔'' خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو''۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خوشخبریاں بھی دے دی تھیں کہ آپؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے انشاء اللہ خلافت دائمی رہے گی اور دشمن دو خوشیاں کبھی نہیں دیکھ سکے گا کہ ایک تو وفات کی خبر اس کو پہنچے اور اس پر خوش ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایسے بھی تھے جنہوں نے خوشیاں منائیں اور پھر یہ کہ وہ جماعت کے ٹوٹنے کی خوشی وہ دیکھ سکیں گے، یہ کبھی نہیں ہوگا۔ دشمن نے بڑا شور مچایا، بڑا خوش تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ ﴿مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ کا ہمیں نظارہ بھی دکھایا۔ اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب کافی عمر رسیدہ ہو چکے ہیں، طبیعت کمزور ہو چکی ہے اور شاید اس طرح خلافت کا کنٹرول نہ رہ سکے اور شاید وہ خلافت کا بوجھ نہ اٹھا سکیں اور انجمن کے بعض عمائدین کا خیال تھا کہ اب ہم اپنی من مانی کر سکیں گے۔ کیونکہ عمر کی وجہ سے بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو اگر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں نہ بھی پیش کریں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ان کو پتہ نہیں چلے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمن کی یہ تمام اندرونی اور بیرونی جو بھی تدبیریں تھیں ان کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور اندرونی فتنے کو بھی دبا دیا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح ہر موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس فتنہ کو دبایا اور کتنے زور اور شدت سے اس کو دبایا اور کس طرح دشمن کا منہ بند کیا۔

آپؓ فرماتے ہیں:

''چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انسانیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ﴾ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے وَعَدَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۲۵۵)

فرمایا کہ:''مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے''۔

(الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۸)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔ (الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۸)

پھر دنیا نے دیکھا کہ آپؓ کے ان پُرزور خطابات سے اور جو آپ نے اس وقت براہ راست انجمن پر بھی ایکشن لئے، جتنے وہ لوگ باتیں کرنے والے تھے وہ سب بھیگی بلی بن گئے، جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اور وقتی طور پر ان میں کبھی کبھی ابال آتا رہتا تھا اور مختلف صورتوں میں کہیں نہ کہیں جا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن انجام کار سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ملا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد پھر انہیں لوگوں نے سر اٹھایا اور ایک فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی، جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل بھی کر لیا، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر خلافت کا انتخاب ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ہی جماعت خلیفہ منتخب کرے گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان شور مچانے والوں کو، انجمن کے عمائدین کو یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا، تم جس کے ہاتھ پر کہتے ہو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جماعت جس کو چنے گی میں اسی کو خلیفہ مان لوں گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو پتہ تھا کہ اگر انتخاب خلافت ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی خلیفہ منتخب ہوں گے۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ فی الحال خلیفہ کا انتخاب نہ کروایا جائے۔ ایک، دو، چار دن کی بات نہیں، چند مہینوں کے لئے اس کو آگے ٹال دیا جائے، آگے کر دیا جائے اور یہ بات کسی طرح بھی جماعت کو قابل قبول نہ تھی۔ جماعت تو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا چاہتی تھی۔ آخر جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پہ پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ پھر خلافت ثانیہ میں 1934ء میں ایک فتنہ اٹھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دبا دیا اور جماعت کو مخالفین کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم پتہ نہیں کیا کر دیں گے۔ پھر 1953ء میں فسادات اٹھے۔ جب پاکستان بن گیا اس وقت دشمن کا خیال تھا کہ اب ہماری حکومت ہے یہاں انگریزوں کی حکومت نہیں رہی اب یہاں انصاف تو ہم نے ہی دینا ہے اور ان لوگوں کو انصاف کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اس لئے اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان سخت حالات اور خوف کی حالت سے ایسا نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ جو دشمن تھے وہ تو تباہ و برباد ہو گئے، وہ تو ذلیل و خوار ہو گئے لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی شان کے ساتھ پھر آگے قدم بڑھاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔

غرض کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہوئے۔افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر ذاتی ہدایات دے کر۔اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔خود مبلغین کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّو بدل کی۔اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُوررس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعال ہیں اور آج جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی اسی سلسلے میں اپنا اجتماع کر رہی ہے۔تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں جاری فرمائی۔پھر تحریک جدید کا قیام ہے،۔جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس وقت آپؓ نے تحریک جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔پھر وقف جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے تھا۔اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی۔غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کر سکتا اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو بھی پورے کرنے والے ہو گئے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

’’جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔خالد بن ولید نے 3ـــ ـ60دمیوں کے
ہمراہ
60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔عمرؓ نے ایسا نہیں کیا‘‘۔(حضرت عمرؓ نے)’’مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔(خطبات محمود جلد ۴ صفحہ ۷۲۔۷۳)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:

’’میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی‘‘۔

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۱۸)

چنانچہ ہم نے دیکھا کہ جس بھی حکومت نے ٹکّر لی اس کے اپنے ٹکڑے ہو گئے۔اور پھر خلافت رابعہ میں بھی یہی نظارے ہمیں نظر آئے۔

ایک اور جگہ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے چھٹی ساتویں خلافت تک کا بھی ذکر کیا ہوا ہے۔تفصیل تو میں آگے بتاتا ہوں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قبول ہو گا۔یعنی انتخاب خلافت کمیٹی کے بارے میں۔اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہو گا اور جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا، اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہو گا، وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔

(خطبہ جمعہ ۲۴؍جنوری ۱۹۳۶ء مندرجہ الفضل ۳۱؍جنوری ۱۹۳۶ء)

پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق۔ہسپتال کھولے گئے۔سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفین زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔اور ان کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبے سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔پھر سکولوں میں ہزاروں لاکھوں طلباء اب تک پڑھ چکے ہیں بڑی بڑی پوسٹ پر قائم ہیں۔ہمارے گھانا کے ڈپٹی منسٹر آف انرجی جو ہیں انہوں نے احمدیہ سکول میں شروع میں کچھ سال تعلیم حاصل کی۔پھر ایک سکول سے دوسرے سکول میں چلے گئے وہ بھی احمدیہ سکول ہی تھا۔اور آج ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا رتبہ دیا ہوا ہے۔اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں۔افریقن ملکوں میں جائیں تو دیکھ کر پتہ لگتا ہے۔یہ سب جو فیض ہیں اس وجہ سے ہیں کہ ڈاکٹر ہوں یا ٹیچر، ایک جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں اور یہ سوچ ان کے پیچھے ہوتی ہے کہ ہم جو بھی کام کر رہے ہیں ایک تو ہم نے دعا کرنی ہے، خود اللہ تعالیٰ سے فضل مانگنا ہے اور پھر خلیفۃ المسیح کو لکھتے چلے جانا ہے تاکہ ان کی دعاؤں سے بھی ہم حصہ پاتے رہیں۔اور یہ جو افریقن ممالک میں ہمارے سکول اور کالج ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا بھی ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔کل ہی سیرالیون کی رہنے والی خاتون بچوں کے ساتھ مجھے ملنے آئیں۔وہ کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں تو خاندان میں اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا۔احمدیہ سکول میں میں نے تعلیم حاصل کی اور وہیں سے مجھے احمدیت کا پتہ لگا اور بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کر رہی تھیں۔وہ بڑی مخلص احمدی خاتون ہیں۔اسی طرح اور بہت سے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں جو ہمارے ان سکولوں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہوئے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔پھر خلافت ثالثہ میں ہی آپ دیکھ لیں، 74ء کا فساد ہوا اس وقت ان کا خیال تھا کہ اب تو احمدیت ختم ہوئی کہ ہوئی، ایک قانون پاس کر دیا کہ ہم ان کو غیر مسلم قرار دے دیں گے تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔کئی شہید کئے گئے، جانی نقصان کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔کاروبار لوٹے گئے، گھروں کو آگیں لگا دی گئیں، دکانوں کو آگیں لگا دی گئیں، کارخانوں کو آگیں لگا دی گئیں۔لیکن ہوا کیا؟ کیا احمدیت ختم ہو گئی۔پہلے سے بڑھ کر اس کا قدم اور تیز ہو گیا، باپ کو بیٹے کے سامنے قتل کیا گیا، بیٹے کو باپ کے سامنے قتل کیا تو کیا خاندان کے باقی افراد نے احمدیت چھوڑ دی؟۔ان میں اور زیادہ ثبات قدم پیدا ہوا، ان میں اور زیادہ اخلاص پیدا ہوا۔ان میں اور زیادہ جماعت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا۔دشمن کی کوئی بھی تدبیر کبھی بھی کارگر نہیں

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ہوئی اور کبھی کسی کے ایمان میں لغزش نہیں آئی۔ اور پھر اب دیکھیں کہ ان نیکیوں پہ قائم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جو جانی نقصان ہوا یا جن خاندانوں کو اپنے پیاروں کا جانی نقصان برداشت کرنا پڑا، اگلے جہان میں تو اللہ تعالیٰ نے جزا دینی ہے، اللہ نے اُن کو اِس دنیا میں بھی بے انتہا نوازا ہے۔ مالی لحاظ سے بھی اور ایمان کے لحاظ سے بھی۔ جو پاکستان میں رہے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کاروباروں میں برکت دی۔ کئی لوگ ملتے ہیں جن کے ہزاروں کے کاروبار تھے اب لاکھوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جن کے لاکھوں کے کاروبار تباہ کئے گئے تھے ان کے کاروبار کروڑوں میں پہنچے ہوئے ہیں اور آپ لوگ بھی جو یہاں نکلے، اسی وجہ سے نکلے، آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے نکلنے کا موقع دیا کہ جماعت پر پاکستان میں تنگیاں اور سختیاں تھیں۔ اور یہاں آ کے اگر نظر کریں پچھلے حالات میں اور اب کے حالات میں تو آپ کو خود نظر آ جائے گا کہ آپ پہ اللہ تعالیٰ کے کتنے فضل ہوئے ہیں۔ مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کتنا آپ کو مضبوط کر دیا ہے۔ اب اس کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے آگے مزید جھکیں اور اس کے عبادت گزار بنتے چلے جائیں۔ اپنی نسلوں میں بھی یہ بات پیدا کریں کہ سب کچھ جو تم فیض پا رہے ہو یہ اس سختی اور تنگی کا فیض ہے جو جماعت پہ پاکستان میں تھی اور آج ہم اس کی وجہ سے کشائش میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ نیک اعمال بجالانے کی شرط قائم ہے اور ہر وقت قائم ہے۔

پھر خلافت رابعہ کا دور آیا۔ پھر دشمن نے کوشش کی کسی طرح فتنہ وفساد پیدا کیا جائے لیکن جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہوگئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔ انتخاب خلافت کے ان حالات کے بعد جو بڑی سختی کے چند دن یا ایک آدھ دن تھے دشمن نے جب وہ سکیم ناکام ہوتی دیکھی تو پھر دو سال بعد ہی خلافت رابعہ میں ۸۴ء میں، پھر ایک اور خوفناک سکیم بنائی کہ خلیفۃ المسیح کو بالکل عضوِ معطّل کی طرح کر کے رکھ دو۔ وہ کوئی کام نہ کر سکے۔ اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا تو جماعت میں بے چینی پیدا ہوگی اور جب جماعت میں بے چینی پیدا ہوگی تو ظاہر ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی جائے گی، اس کا شیرازہ بکھرتا چلا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر پر اپنی تدبیر کو کیسے حاوی کیا۔ ان کی ہر تدبیر کو کس طرح الٹا کے مارا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے وہاں سے نکلنے کے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چھپ کے نکلے۔ کھلے طور پر نکلے اور سب کے سامنے نکلے اور کراچی سے دن کے وقت یا صبح شروع وقت کی ہی وہ فلائیٹ تھی۔ بہرحال وہاں کوشش بھی کی گئی کہ روکا جائے لیکن وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور وہ نہیں پہچان سکے۔ جماعت میں اس سے بڑی سچائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی ہے تو جو اس وقت سلوک ہوا تھا اس سلوک کی کچھ جھلکیاں ہم نے اس ہجرت کے وقت بھی دیکھیں اور جس سے ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچی ہمارے ایمان مزید مضبوط ہوئے۔ پھر یہاں پہنچ کر بیرونی ممالک میں جماعتوں کو مشنوں کو منظّم کرنے کا کام بہت وسعت اختیار کر گیا۔ اور اسی طرح دعوت الی اللہ کا کام بھی بہت وسیع ہو گیا۔ اور پھر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں جماعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے، پھر ایم ٹی اے کا اجراء ہوا، ایک ملک میں تو پلان تھا کہ یہاں خلیفۃ المسیح کی آواز کو روک دیا جائے لیکن ایم ٹی اے نے تمام دنیا میں وہ آواز پہنچا دی اور دشمن کی تدبیریں پھر ناکام ہو کر ان پر لوٹ گئیں۔ پہلے تو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنتے تھے اب ہر شہر میں، ہر گاؤں میں، ہر گھر میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔ پھر افریقہ میں خدمت انسانیت کے کام کو اس دور میں بڑی وسعت دی گئی۔ غرض کہ ایک انتہائی ترقی کا دور تھا اور ہر روز جو دن چڑھ رہا تھا وہ ایک نئی ترقی لے کر آ رہا تھا۔ دشمن خیال کرتا ہے یا انسان اپنی سوچ سے بعض اوقات سوچتا ہے کہ یہاں انتہاء ہو گئی اور اب اس سے زیادہ ترقی کیا ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے نظارے دکھاتا ہے کہ انسان کی سوچ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔

پھر آپ کی وفات کے بعد دشمنوں کا خیال تھا کہ اب تو یہ جماعت گئی کہ گئی اب بظاہر کوئی نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کو سنبھال سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے سب نے دیکھے۔ بچوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ حتیٰ کہ غیر از جماعت بھی کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان سب نے ہی یہ نظارے دیکھے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعے یہ ہر جگہ پہنچ رہے تھے۔ لندن میں مجھے کسی نے بتایا کہ ایک سکھ نے کہا کہ ہم بڑے حیران ہوئے آپ لوگوں کا یہ سارا نظام دیکھ کر اور پھر انتخاب خلافت کا سارا نظارہ دیکھ کر۔ پاکستان میں ہمارے ڈاکٹر نوری صاحب کے پاس ایک غیر از جماعت بڑے پیر ہیں یا عالم ہیں وہ آئے (مریض تھے اس لئے آتے رہے) اور ساری باتیں پوچھتے رہے کہ کس طرح ہوا، کیا ہوا اور پھر بتایا کہ میں نے بھی ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ دشمن بھی وہ جس طرح کہتے ہیں نا کہ کھلے طور پر تو نہیں دیکھتے لیکن چھپ چھپ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ یہ سارے نظارے دیکھے اور ڈاکٹر صاحب کو کہنے لگے کہ یہ ایسا نظارہ تھا جو حیرت انگیز تھا۔ اور باتوں میں ڈاکٹر صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کو پھر تسلیم کرنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو میں نہیں کہتا، یہ مجھے ابھی بھی یقین ہے کہ جماعت احمدیہ سچی نہیں ہے لیکن یہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت آپ کے ساتھ ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہو گئی تو پھر اور کیا چیز رہ گئی۔ یہ آنکھوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہے اور دلوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔ (انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۱)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بیوقوف ہوتا ہے''۔ پھر فرمایا کہ: ''اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اور اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں''۔ (الفرقان۔ مئی جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۳۷)

میں جب اپنے آپ کو دیکھتا ہوں، اپنی نااہلی اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اور میرے سے زیادہ میرا خدا مجھے جانتا ہے کہ میرے اندر کیا ہے تو اس وقت ہر لمحے اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آ جاتی ہے۔

مکرم میر محمود احمد صاحب نے ایک شعر کہا ؂

مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس ''کیا خدا کافی نہیں ہے'' کی شہادت دیکھ لی

اس کی بیک گراؤنڈ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو 'کیا خدا کافی نہیں' کی شہادت 'اَلَیسَ ْ اللّٰہ' کی انگوٹھی ہے جو خلیفۃ المسیح کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیاں تھیں جو آپؑ کے تین بیٹوں کو ملیں۔ اور جو 'مولیٰ بس' کی انگوٹھی تھی (ایک انگوٹھی جس پر 'مولیٰ بس' کا الہام کندہ تھا) وہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حصہ میں آئی تھی اور یہ میں نے پہنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میرے والد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ملی اور ان کی وفات کے بعد میری والدہ نے مجھے دے دی۔ میں تو اس کو بڑی سنبھال کے رکھتا تھا، پہنتا نہیں تھا لیکن انتخاب خلافت کے بعد میں نے یہ پہننی شروع کی ہے۔ تو 'مولیٰ بس' کے نظارے اور 'کیا خدا کافی نہیں ہے' کے نظارے مجھے تو ہر لمحہ نظر آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے میں دیکھوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو

سیٹلائٹ

مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچالیں، جتنا مرضی زور لگالیں، خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھالے گا اور کوئی نیا خلیفہ آ جائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں میں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی مَیں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟۔ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟۔ کیا دنیا دکھاوے کے لئے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگالے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے، کسی کے کہنے پہ تو نہیں آ سکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے اردگرد لوگ جو اکٹھے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچے کو اس لئے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفہ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لے کر آئے ہو۔ یہ سب باتیں احمدیت کی سچائی کی دلیل ہیں۔ اگر کسی کی نظر ہو دیکھنے کی تبھی دیکھ سکتا ہے۔ چند لوگ اگر مرتد ہوتے ہیں یا منافقانہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایک بدفطرت اگر جاتا ہے تو جائے، اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔ وہ اپنے بدانجام کی طرف قدم بڑھا رہا ہے وہی اس کا انجام مقدر تھا جس کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن جب اس کے مقابل پر ایک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں سعید روحوں کو احمدیت میں داخل کرتا ہے۔

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درس حدیث

(بیان فرمودہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ)

"اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ"

(۱) ترمذی۔ ابواب الجہاد۔ باب ماجاء فی الرخصة فی الکذب والخدیعة فی الحرب۔ حدیث نمبر ۱۶۷۵

(۲) ابو داؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب المکرفی الحرب۔ حدیث نمبر ۲۶۳۶

(۳) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیّر۔ نمبر ۳۰۳۰

ترجمہ:

(۱)۔ لڑائی خود سراسر دھوکہ ہے۔

(۲) لڑائی داؤ پیچ کا نام ہے۔

(۳) لڑائی میں بعض صورتوں میں مخالف فوج کو دھوکہ دینا جائز ہے۔

اس حدیث کے تین معنی کئے جاتے ہیں۔

پہلے معنی حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ ہیں۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی لڑائی دھوکہ ہے۔ حضور فرمایا کرتے ہیں کہ اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ لڑائی میں دھوکہ ہے۔ بلکہ ان عربی الفاظ میں خود لڑائی کو دھوکہ قرار دیا گیا ہے۔ پس معنے یہ ہوئے کہ لڑائی کا انجام یقینی نہیں بلکہ لڑائی ہمہ تن دھوکہ ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ کونسا فریق جیتے گا۔ چنانچہ فارسی میں بھی ضرب المثل ہے کہ جنگ دوسر دارد۔ یعنی لڑائی کے دو انجام ہو سکتے ہیں۔ یعنی ممکن ہے کہ یہ فریق غالب ہو اور ممکن ہے کہ وہ غلبہ پا جائے۔

اسی طرح عرب لوگ کہتے ہیں کہ اَلْحَرْبُ سِجَالٌ یعنی لڑائی کوئیں کے ڈول کی طرح ہے کہ کبھی زید کے ہاتھ میں اور کبھی بکر کے ہاتھ میں۔ یا یہ کہ کبھی کوئیں کے اوپر اور کبھی کوئیں کے نیچے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی میں ایک طرف ایک ہزار مسلمان ہوں اور دوسری طرف چار سو کافر۔ تو مسلمان یہ نہ سمجھیں کہ ہم زیادہ ہیں اب ہم ضرور فتح پالیں گے۔ کیونکہ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی لڑائی سراسر دھوکہ ہے۔ پتہ نہیں کون جیتے اور کون ہارے۔ پس کثرت پر فخر اور تعداد کی زیادتی پر ناز نہ کیا کرو بلکہ علاوہ اپنی طرف سے پوری تیاری کرنے کے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت طلب کرتے رہا کرو۔ غرض اس حدیث کے تین معنی کیے جاتے ہیں جو میرے نزدیک اپنے اپنے رنگ میں تینوں کے تینوں نہایت صحیح اور قابل قدر اور قابل عمل ہیں۔

دوسرے معنے حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ کے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے معنے ہیں کہ لڑائی داؤ پیچ کا نام ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ۔ یہ معنے بھی نہایت عجیب اور نہایت ہی صحیح ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی صرف جسمانی طاقت کا نام نہیں کہ کیکر سنگھ کے برابر بہت سے طاقتور جمع ہو کر دشمن پر حملہ آور ہو گئے۔ بلکہ لڑائی کے لئے علاوہ جسمانی طاقت کے داؤ پیچ اور فنون حرب کا سیکھنا اور حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ لڑائی تو خیر بڑی بات ہے معمولی سی کشتی کو لے لو ایک سات ضرب چار فٹ کا طویل و جسیم شخص جو ارنے بھینسے کو ایک مکّہ مار کر گرا دے اگر کشتی کے داؤ پیچ نہیں جانتا تو بہت ممکن ہے کہ ایک چار ضرب دو فٹ کا بونا مگر کشتی کے فنون میں ماہر پہلوان ایک منٹ میں اسے چاروں شانے چت گرا دے۔ یہی حال لڑائی کا ہے کہ سپاہی برسوں قواعد سیکھتے اور پھر لڑائی کے کام کے قابل ہوتے ہیں"۔

پس حضور ﷺ نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ لڑائی داؤ پیچ کا نام ہے۔ اس لئے مسلمان کو جو کہ اللہ کے راستہ میں لڑنا چاہتے ہیں اپنے جسموں کی طاقت، اپنے اسلحہ کی عمدگی اور اپنے عقائد اور ایمانوں کی پختگی ہی کو کافی نہ سمجھیں بلکہ لڑائی کا فن سیکھیں، اس کے آداب اور اس کے داؤ پیچ حاصل کریں۔ غرض یہ معنے بھی نہایت صحیح اور درست ہیں کہ آج یورپ کی مشّاق اور ٹرینڈ فوجوں کے مقابل اَن ٹرینڈ فوجیں چار گنا ہو کر بھی شکست کھا جاتی ہیں۔

تیسرے معنے عام محدثین کے بیان کردہ ہیں یعنی لڑائی میں بعض صورتوں میں مخالف فوج کو دھوکہ دینا جائز ہے یہ معنے بھی درست ہیں اور اس کی بعض صورتیں بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱...... لڑتے لڑتے مسلمانوں کی فوج پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ دشمن پراگندہ ہو کر آگے بڑھتا ہے کہ چند میلوں کی واپسی کے بعد مسلمان یکدم پراگندہ اور لوٹ مار میں مشغول دشمن پر باقاعدہ حملہ کر دیتے ہیں جس سے کافر بدحواس ہو کر بھاگ جاتے ہیں اور انہیں شکست ہو جاتی ہے۔

۲...... مسلمان راتوں رات اپنا ڈیرا ڈنڈا باندھ کر میدان جنگ کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ دشمن سمجھتا ہے کہ مسلمان ہم سے خائف ہو کر بھاگ گئے لیکن مسلمانوں کا لشکر چکر کاٹ کر کافروں کے لشکر پر پیچھے سے حملہ آور ہوتا ہے اور فتح ان کے پاؤں چومنے لگتی ہے۔

۳...... مسلمانوں کا لشکر مثلاً قادیان سے بٹالہ کے راستہ چلتا ہوا راستہ میں ملنے والوں سے پٹھان کوٹ کا راستہ پوچھتا ہے۔ ہاں مونہہ سے یہ نہیں کہتا کہ ہم پٹھان کوٹ جا رہے ہیں بلکہ صرف پٹھان کوٹ کی راہ دریافت کرتا ہے۔ اس سے لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی فوج پٹھان کوٹ جا رہی ہے۔ مگر وہ جاتی لاہور کو ہے اور اسی طرح خدا تعالیٰ دشمن کو غفلت میں رکھ کر مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرماتا ہے۔

۴...... دشمن اپنے مورچوں میں سویا پڑا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اچانک جا کر اس پر شبخون مارتا ہے۔ اب یہ بھی دھوکہ تو ہے یعنی ایسے وقت حملہ کرنا جبکہ دشمن کو پتہ تک نہ ہو لیکن لڑائی کے لئے ضروری ہے۔

۵...... حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے مکّہ سے مدینہ جا رہے تھے، ہر وقت دشمنوں کے تعاقب کا خطرہ تھا۔ اس سفر میں جو کافر ملتا اور حضرت ابو بکرؓ کو پہچان لیتا تو وہ حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہتا۔ ابو بکرؓ یہ تم سے اگلے اونٹ پر کون ہے۔ وہ فرماتے ھٰذَا رَجُلٌ یَھْدِیْنِی السَّبِیْل۔ یعنی یہ شخص مجھے راستہ دکھا رہا ہے۔ مخاطب سمجھتا کہ عرب کے ظاہری اور زمینی پیچدار راستوں کا بدرقہ ہے۔ جو حضرت ابو بکرؓ نے مکّہ سے مدینہ جاتے وقت ریگستان میں راہ نمائی کے لئے اُجرت پر ساتھ لے لیا ہے۔ مگر حضرت ابو بکرؓ کی مراد یہ ہوتی تھی کہ یہ وہ شخص ہے جو آسمانی اور خدا تعالیٰ تک پہنچانے والی منزل کا راہ نما ہے۔ پس یہ بھی اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے ماتحت عرب کے حربی کافروں کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کی عاقلانہ چال تھی۔ سبحان اللہ اے ابو بکرؓ تجھ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں کہ تو ہمارے آقاؐ کے بچانے کے لئے کیسا باکمال جان نثار باڈی گارڈ تھا۔

غرض اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے یہ معنے ہیں کہ امن اور صلح کی حالت اور لڑائی کی حالت ایک جیسی نہیں ہوتی بلکہ لڑائی کے ایام میں دشمن کو زیر کرنے کے لئے مختلف ہوشیاریاں کرنی پڑتی ہیں اور اگر مسلمان ایسی ہوشیاریاں نہ کریں گے تو دشمن انہیں اختیار کر کے مسلمانوں کی فوج کو تباہ و برباد کر دے گا۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۲۸؍جنوری ۱۹۴۱ء صفحہ ۳)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

بقیہ: آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا فلسفہ از صفحہ نمبر ۴

موعود پہلا مسیح اور اسرائیلی مسیح نہیں بلکہ اس کا مثیل ایک دوسرا مسیح ہے جو مسیح محمدی اور امت محمدیہ کا ایک فرد ہے۔ جیسا کہ حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُم اور حدیث حُلْیَتَیْن اور آیت استخلاف یعنی ﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ......الخ﴾ (النور:۵۶) کے لفظ مِنْکُمْ اور کَمَا میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نیابت اور خلافت کے لئے جو شخص متعیّن ہوگا وہ امت محمدیہ کا فرد ہوگا۔ اس صورت میں مسیح اسرائیلی جو قرآن اور حدیث اور واقعات تاریخیہ کی رو سے فوت شدہ ثابت ہیں اگر انہیں زندہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلیفہ نہیں بن سکتے اس لئے کہ قرآن، حدیث اور درود شریف کے الفاظ مِنْکُمْ اور کَمَا اس امر کے لئے مانع ہیں کہ ایسا مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خلیفہ بنے جو آپ کی امّت سے نہ ہو۔

مسیح موعودؑ میں شانِ محمدیت کا جلوہ

درود شریف کے الفاظ پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کی سب برکات کا مورد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آل محمدؐ کو بنایا جانا ان معنوں میں ہے کہ آپؐ آدم سے لے کر مسیح تک سب انبیاء کے کمالات اور برکات کے مورد بنائے گئے۔ رسول اکرم ﷺ کا وہ کشف جس میں بیت المقدس میں سب انبیاء نے آپ کی امامت میں نماز ادا کی اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی اتباع سے سب انبیاء کے کمالات منفرداً اور مجموعاً حاصل ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ ''عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیۤ اِسْرَائِیْل'' کے ارشاد کے رو سے آپؐ کی امت کے مجدّدین میں سے ہر ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو مجدّد اعظم ہیں جَرِیَ اللّٰہُ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاء کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے کمالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے بلکہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی آل ابراہیمؑ سے ہیں مسیح موعود آل محمدؐ سے ہونیکی وجہ سے کَمَا صَلَّیْتَ اور کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالات اور برکات کے بھی ظلّی طور پر کامل وارث ہوئے۔

درود شریف کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی وحی

حضرت مسیح موعودؑ پر جو وحی درود شریف کے متعلق نازل ہوئی وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد۔ اَلصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّی۔ اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مُحَبَّۃً مِّنِّیْ۔ یعنی محمدؐ اور آل محمد پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کر کے ترقی اور کمال بخشنے والا ہے۔ میں تجھے بلند کرونگا۔ میں اپنی طرف سے تجھے محبت کا خلعت پہناؤں گا۔ (حضرت مسیح موعودؑ نے یہ ترجمہ خود فرمایا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے سے انسان عیسیٰ بلکہ موسیٰ کا مقام پا سکتا ہے جس کا ثبوت میں تیرے وجود کو بناؤں گا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۹)

پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۸ پر فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بغیر وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ﴾ (اس کی طرف وسیلہ طلب کرو) تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی یہ اس کی وجہ سے ہے جو تم نے محمدؐ پر درود بھیجا ہے۔''

درود شریف کے برکات

درود شریف پڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں منجملہ دیگر فوائد کے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف کی دعا چونکہ قبول شدہ دعا ہے اس لئے اگر اپنی ذاتی دعا سے پہلے اور پیچھے اسے پڑھ لیا جائے تو یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفاعت کے معنوں میں قبولیت دعا کے لئے بہت بھاری ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ چونکہ بنی نوع انسان کی شفقت کی وجہ سے ہر ایک انسان کی زندگی کے بہترین دینی و دنیوی مقاصد کے حصول کے خواہاں ہیں اس لئے آپ ہی کے مقاصد میں اگر اپنے مقاصد کو بھی شامل کر کے درود شریف پڑھا جائے تو یہ امر بھی قبولیت دعا اور حصول مقاصد کے معنوں میں نہایت مفید ہے۔ کوئی مشکل امر جو حاصل نہ ہو سکتا ہو درود شریف پڑھنے سے اس صورت میں حاصل اور حل ہو سکتا ہے کہ درود شریف پڑھنے سے جو دس گنا ثواب جزا کے طور پر ملتا ہے اس ثواب کو مشکل کے حل ہونے کی صورت میں جذب کیا جائے اس طرح ضرور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

قرب الٰہی کا عجیب وغریب ذریعہ

چونکہ آنحضرت ﷺ نے نماز کو معراج بھی قرار دیا ہے اور درود شریف نماز کا جزو ہے اس لئے درود شریف معراج کے معنوں میں قرب الٰہی اور وصل الٰہی کے منازل تک پہنچانے کے لئے عجیب ذریعہ ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شب معراج خدا تعالیٰ کے قرب اور وصل کے لحاظ سے اس مقام اور مرتبہ پر پہنچے جہاں کے لئے فرمایا کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَّا یَسَعُنِیْ فِیْہِ نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ وَّلَا مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ یعنی خدا کی معیّت اور حالتِ وصول کے لحاظ سے مجھے وہ وقت میسر آجاتا ہے کہ میں قرب اور وصل الٰہی کے اس بلندتر اور قریب تر مرتبہ پر ہوتا ہوں جہاں نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی ملک مقرّب کی رسائی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے تو آپ نے فرمایا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبَاتُ کہ ہر قسم کی قولی اور بدنی اور مالی قربانی خدا ہی کے لئے ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا گیا ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ﴾۔ گویا سلام، رحمت اور برکات ہر سہ امور خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش کئے گئے۔

اب ان الفاظ کے پڑھنے کا موقعہ نماز میں قعدہ اور تشہّد ہے۔ تشہّد سے مرتبۂ شہود کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن نماز کے ذریعہ جو معراج المومنین ہے تشہد کی آخری منزل میں قرب اور وصل الٰہی کے مرتبہ کو حاصل کرنے والا ہے۔ چنانچہ مومن کا ﴿اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبَاتُ﴾ کے الفاظ کو خدا کے حضور پیش کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ظلّیت میں آپ کی مظہریت اور فنا فی الرسول کے مرتبہ کو حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ اصالتاً اور حقیقۃً آپؐ کا ہے اور اس پر جو شخص بھی فائز ہوگا ظلّی اور بروزی طور پر ہی ہوگا۔ اور جب مومن ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ﴾ کے الفاظ آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کرتا ہے تو اس وقت یہ فنا فی اللہ کی حیثیت میں خدا تعالیٰ کی ظلّیت کی چادر پہن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔

پس درود شریف ان معنوں کے لحاظ سے نماز کی اس حقیقت پر بہترین دلالت ہے جو معراج کے معنوں پر اشتمال رکھتی ہے کیونکہ درود شریف سے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ اور اللہ اور رسول کی ظلّیت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ وَھُوَ الْمُرَادُ۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ ھٰذَا الْمَرَام۔

اسی طرح وہ سب مومن جو نماز کے معراج کی برکات سے متمتع ہوتے ہیں وہ سب کے سب آل محمدؐ میں داخل ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے سلام میں جو بالفاظ ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ﴾ آنحضرت ﷺ کے لئے پیش ہوا آپؐ نے اسے اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے ساتھ ہی ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ فرما کر اس سلام میں اپنی آل کو بھی جو ﴿عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ ہیں شامل فرما لیا اور جیسے ﴿یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾ کے ارشاد میں اَلنَّبِیْ کے لفظ کے نیچے محمد اور آل محمد کو پیش کیا۔ اسی طرح ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ﴾ کے فقرہ میں لفظ نبی کے نیچے ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ فرما کر عَلَیْنَا کی ضمیر جمع متکلم جو مجرور واقع ہوئی ہے اس سے ﴿عِبَادَ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ کی شمولیت کی وضاحت فرما دی کہ النبی اپنے سلسلہ نبوّت کے امتداد کے لئے ﴿عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ کے وجود کا بالضرور مقتضی ہے تا نبی کی شخصی زندگی کے خاتمہ کے بعد آل نبی اور ﴿عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ اس کی تعلیم اور امانت نبوّت کے حامل پائے جائیں سو جس طرح ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ......﴾ کے فقرہ کے بعد ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ فرما کر نبی کے ساتھ ﴿عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ﴾ کا الحاق فرمایا اسی طرح اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ......الخ میں وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے الحاق کو پیش کیا۔ اور سلام کے الفاظ میں جنہیں عِبَادِ اللّٰہُ الصَّالِحِیْن کے وصف سے نامزد کیا۔ انہیں صلوٰۃ والی عبارت میں آل محمد کے لفظ سے تعبیر کر دیا۔ اس وضاحت اور الحاق سے آپ کی امید افزاء بشارت نے بتا دیا کہ جو کمالات قرب الٰہی اور وصل الٰہی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاصل ہیں وہ سب کے سب ظلّی طور پر آپ کی آل کو وراثتاً عطا ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ النَّبِی نہیں فرمایا بلکہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِن فرمایا کہ اس معراج میں ہر ایک مومن اپنے نبی کی اقتداء میں ظلّی طور پر حصہ دار ہے۔

اَیُّھَا النَّبِی کے خطاب میں ایک خاص نقطہ

یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو فوت ہو چکے ہیں اور حاضر نہیں پھر آپؐ کو التحیّات میں بیٹھ کر اَیُّھَا النَّبِیُّ کے صیغہ مخاطب سے پکارنا کس وجہ سے ہے؟ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ خطاب شخصی حیثیت سے نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدٍؐ نہیں کہا جاتا۔ اور جہاں درود شریف میں محمدؐ کا لفظ لایا گیا ہے وہاں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ سے خطاب خدا تعالیٰ سے کیا ہے اور محمد اور آل محمد کو صیغہ غائب کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔ اَیُّھَا النَّبِی کے صیغہ خطاب کو لانے کا یہ مدعا ہے کہ مومن نماز کے آخری نتیجہ میں اور اس کے آخری حصہ میں روحانیت کے اس بلند تر مقام کو جس کے حصول کے لئے نماز کو معراج بتایا گیا ہے حاصل کر کے صرف شخصی حیثیت کے محمد کو نہیں بلکہ محمدؐ بشان نبوّت کو اپنی ظلّیت کے مرتبہ پر مشاہدہ کرے اور انوار نبوّت کو مشاہدہ کرتے ہوئے اَلنَّبِی کو پردہ غائب میں نہیں بلکہ مرتبہ شہود میں انکشافِ سرِّ حقیقت وحقیقتِ سرِّ نبوّت منہ سے یہ کہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ۔

پس یہ خطاب اور صیغہ مخاطب صرف قال کے لحاظ سے نہیں بلکہ حال کے لحاظ سے بھی ہے۔ خدا تعالیٰ ہر مومن کو یہ مرتبہ عطا کرے۔

(ماخوذ از حیات قدسی صفحہ ۱۳۶۔۱۴۹)

❁❁❁❁❁

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: رپورٹ سمپوزیم احمدی آرکیٹیکٹس اور انجینئرز از صفحہ اول

بھی دیا گیا۔

اس سمپوزیم کا نقطۂ عروج اس کا اختتامی اجلاس تھا جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرما کر حاضرین سے انگریزی میں خطاب فرمایا جس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ہدیۂ قارئین ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا کہ جو رپورٹ اکرم احمدی صاحب چیئرمین احمدی آرکیٹیکس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن نے دی ہے وہ کافی حوصلہ افزا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ یہ اس قسم کا پہلا سمپوزیم ہے پھر بھی کافی ٹیکنیکل موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ مجھے امید ہے اور جیسا کہ رپورٹ میں بھی بتایا گیا ہے کہ آپ سب نے بہت مفید گفتگو کی ہوگی اور آپس میں اپنے ٹیکنیکل نالج پر خوب تبادلہ خیال کیا ہوگا اور ایک دوسرے کے علم اور تجربہ سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ اللہ کرے یہ ایسوسی ایشن مستقبل میں پہلے سے زیادہ مستعد اور فعال ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اپنی بہترین قابلیت اور صلاحیت اور مہارت کو استعمال کرتے ہوئے جماعت کے مختلف منصوبوں میں خدمات بجالائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں آپ کو ان نکات کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا جن کے متعلق میرا خیال تھا کہ وہ آپ کی گفتگو میں شامل ہوں گے لیکن رپورٹ میں ان کا ذکر نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ ان امور کے متعلق سوچیں، غور کریں اور ان کو اوّلیت دیتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ صلاحیت، تجربہ اور علم کو استعمال کرتے ہوئے جماعت کی مدد کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک احمدی کو ہر وقت اپنے ذہن میں یہ رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی تمام تر قابلیت اور صلاحیت کو جماعت کی بہتری کے لئے کام میں لائے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس قسم کی سوچ اپنے اندر تشکیل دے لے اور اس کے مطابق ہر انجنیئر، کمپیوٹر سائنٹسٹ، ریسرچ ورکر اور ڈاکٹر جماعت کی خدمت کے لئے آگے آئے تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل نازل کرے گا اور آپ کی کوششوں کو پہلے سے زیادہ برکت دے گا۔ بلکہ مَیں کہوں گا کہ پہلے سے کئی گنا زیادہ برکت دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنی زندگیاں پہلے سے زیادہ بلند مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے بسر کریں اور اللہ ہمیں جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب میں مختصراً آپ کے سامنے ان خدمات کا ذکر کرتا ہوں جو جماعت افریقہ کے غریب لوگوں کی کرتی ہے اور جس کے لئے آپ کی ماہرانہ خدمات کی ضرورت ہے۔ افریقی ممالک کے حالیہ دورے میں مَیں نے محسوس کیا ہے کہ صاف پانی کا مہیا نہ ہونا ایک سنگین مسئلہ ہے۔ وہاں کے دُور دراز علاقوں میں اگرچہ بین الاقوامی تنظیمیں اور NGOs وغیرہ نے ہینڈ پمپ لگانے کا کام شروع کیا ہوا ہے لیکن پھر بھی وہ ان سب لوگوں کی ضروریات کے لئے بالکل کافی نہیں ہے۔

ہماری جماعت بھی Humanity First کے ذریعہ سے انسانیت کی بھلائی کے اس کام میں مشغول ہے لیکن Technical Knowledge کی کمی اور بور کرنے کے لئے ڈرلنگ مشین (Drilling Machines) نہ ہونے کے باعث ہم اپنی اس خواہش کے باوجود کہ ہم ان ممالک کے غریب لوگوں کی خدمت کریں، اپنے ٹارگٹ حاصل نہیں کر سکے۔

اور جب ہم بور ہول ڈرل کروانے کی غرض سے ان ماہر کمپنیوں سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ اتنی زیادہ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں کہ آرڈر دینے کا فیصلہ کرنے کے لئے کئی دفعہ غور کرنا پڑتا ہے۔ یعنی ایک ہینڈ پمپ لگوانے کے لئے -/4000 پاؤنڈ سے لے کر -/5000 پاؤنڈ تک کی رقم درکار ہوتی ہے۔ جبکہ پاکستان میں اسی قسم کا ایک ہینڈ پمپ لگانے کے لئے چالیس سے پچاس پاؤنڈ درکار ہوں گے۔ اتنی زیادہ قیمت کی وجہ ماہرین کے مطابق یہ ہے کہ زمین میں بعض جگہ کچھ گہرائی پر جا کر گریفائٹ کی چٹانیں ہیں اور ان چٹانوں کی وجہ سے ان جگہوں پر بور ہول کرنے کے لئے ڈائمنڈ (Diamond) کی Bit استعمال کرنی پڑتی ہے جو کہ بہت مہنگی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ایک ڈائمنڈ ڈرل ایک بور ہول کے لئے کافی بھی نہیں ہوتی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے ان Technicalities کا تو بہت زیادہ علم نہیں ہے جو اس کام میں ہوتی ہیں۔ یہ انجنیئرز اور جیالوجسٹ کا کام ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں جس بات میں مجھے دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ افریقہ کے پیاسے لوگوں کو پینے کا پانی مہیا ہونا چاہئے۔ ایک احمدی کو اس پہلو سے بہت فکر مند ہونا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے مَیں آرکیٹیکٹ اور انجنیئرز ایسوسی ایشن کے یورپین چیپٹر کو خصوصی طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک تفصیلی سروے کر کے ایک Feasibility Report تیار کریں کہ ہم کس طرح سے کم قیمت پر ڈرلنگ کر کے افریقہ کے ان ممالک میں زیادہ ہینڈ پمپ لگا سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دوسری بات یہ ہے کہ جماعت ان ممالک میں مختلف مقاصد کے لئے عمارات تعمیر کر رہی ہے۔ مثلاً مساجد، مشن ہاؤسز، سکولز، ہسپتال وغیرہ۔ اس کے لئے بھی سول انجنیئر اور آرکیٹیکٹ کو ان ممالک میں خدمت کی غرض سے جانا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ میں سے اکثر سفر کے تمام اخراجات آسانی سے خود برداشت کر سکتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں تو ہمارے پاس کوئی انجنیئر یا آرکیٹیکٹ بھی نہیں ہیں جو ہمیں یہ مشورہ دے سکیں کہ کس قسم کی عمارتیں ہمیں بنانی چاہئیں جس سے ہمارا خرچہ بھی کم ہو اور عمارت بھی بہتر ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آپ میں سے کچھ انجنیئرز اور آرکیٹیکٹ اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے وقف عارضی کے تحت ان ملکوں میں جائیں گے اور ہمیں یہ مشورہ دیں گے کہ ہم کس طرح کم خرچ پر یہ عمارات بنا سکتے ہیں جو کہ کم خرچ کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی نظر آئیں۔

اسی طرح جیسا کہ رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے کہ یورپ میں بھی تعمیر اور ڈیزائن کے لئے آپ کی ماہرانہ تجاویز کی ضرورت ہے۔ اکرم احمدی صاحب اور ایسوسی ایشن کے بعض دوسرے ممبران اس سلسلہ میں بہت مددگار ثابت ہوئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ مستقبل میں بھی اسی طرح مددگار رہوں گے۔ لیکن اب ایسوسی ایشن کے ممبران کو افریقی ممالک کے بارہ میں بھی سوچنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک اور بڑی دقّت افریقی ممالک میں بجلی یا برقی طاقت کا میسر نہ آنا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے خیال میں ہمیں سورج سے حاصل کردہ توانائی کے متعلق غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ بعض علاقوں میں ڈیزل یا پٹرول سے چلنے والے جنریٹر (Generator) کا استعمال بھی آسان نہیں ہے۔ بعض گاؤں سڑک سے ۷۰، ۸۰ میل دور ہوتے ہیں یا ان جگہوں سے جہاں سے پٹرول یا ڈیزل ملتا ہے بہت دور ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان جنریٹرز کے بریک ڈاؤن کی صورت میں کوئی مکینک بھی نہیں مل سکتا جو مرمت کر سکے۔

حضور نے فرمایا کہ میرے خیال میں ہمیں اس کے متعلق خوب غور کر کے بنیادی قسم کے Solar System بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس وقت تک جو معلومات مجھے ملی ہیں وہ تو بہت حوصلہ پست کرنے والی ہیں کیونکہ Solar Cells بہت مہنگے ہیں بلکہ پورا سسٹم ہی بہت زیادہ قیمت کا ہے۔ اس لئے مَیں آپ میں سے اُن کو جو اس فیلڈ کے ہیں یعنی Solar Energy System کی فیلڈ میں، ان کو کہتا ہوں کہ ایسے طریقے اور ڈیزائن تلاش کریں جن سے قیمت میں کمی کی جاسکے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آپ کے لئے، یعنی احمدی انجنیئرز کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے فی الحال امریکہ نے سولر سیل کی Manufacturing کو مکمل طور پر اپنے قبضہ میں لیا ہوا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہمیں اور بھی زیادہ سنجیدہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ وقت بہت تیزی سے قریب آرہا ہے جب آپ دیکھیں گے کہ ہر وہ چیز جو امریکہ سے آئے گی وہ بہت کمیاب ہوگی۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ چند باتیں مَیں نے آپ سے کہنی تھیں۔ اللہ آپ کو جماعت کا بہت مستعد اور مخلص حصہ بنائے اور اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی عقل و سمجھ میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اختتامی دعا کروائی اور پھر سمپوزیم کے شرکاء نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

(رپورٹ مرتبہ: محبوب الرحمن۔
جنرل سیکرٹری یورپین چیپٹر)

مالی سال کا اختتام

جماعت کا مالی سال ۳۰/جون ۲۰۰۴ء کو ختم ہوتا ہے۔ اور اب مالی سال ۰۴-۲۰۰۳ء کو ختم ہونے میں بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے۔

ایسے احباب جماعت جو دوران مالی سال لازمی چندوں میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں چاہئے کہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں تا کہ وہ بقایا دار شمار نہ ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

الفضل انٹرنیشنل کے ای میل ایڈریس میں تبدیلی

قارئین الفضل انٹرنیشنل کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ الفضل انٹرنیشنل کا ای میل ایڈریس تبدیل ہو گیا ہے۔ نیا ای میل ایڈریس درج ذیل ہے:

alfazlint@alislam.org

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ بلجیم اور جرمنی از صفحہ نمبر ۱۶

کے ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 1500 مردوخواتین حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ کے استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جماعتی سنٹر کو رنگ برنگی جھنڈیوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہمبرگ میں آمد پر فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونجنے لگی۔ خوش الحانی کے ساتھ نغمات گا گا کر احباب نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔ محترم لوکل امیر صاحب، محترم منیر احمد منور صاحب مربی سلسلہ اور ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب سیکرٹری امور عامہ جرمنی (فرینکفورٹ) نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آگے بڑھ کر استقبال کیا۔

ٹھیک ساڑھے نو بجے پروگرام کے مطابق جماعت ہمبرگ اور ارد گرد کے علاقوں کی دوسری جماعتوں کے تقریباً 1500 احباب جماعت نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

۱۷ رمئی ۲۰۰۴ء بروز سوموار:

صبح چار بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت الرشید ہمبرگ میں پڑھائی۔ 300 کے لگ بھگ افراد کو حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پروگرام کے مطابق حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اور بعض ضروری امور نپٹانے کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ صبح کے سیشن میں 78 فیملیز کے 386 افراد نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ یہ سیشن دوپہر دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ اس موقع پر موجود سینکڑوں مردوخواتین نے نماز ظہر وعصر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں ادا کی۔

پروگرام کے مطابق شام پانچ بجے دوبارہ فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ شام کے سیشن میں 57 خاندانوں کے 245 افراد کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ واقفات نو بچیوں کے ساتھ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پروگرام شام ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا۔ لوکل امارت ہمبرگ، ریجن نیڈرزاکسن اور ریجن شلیسویک میکلن برگ سے آئی ہوئی 60 واقفات نو بچیوں نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔ تمام واقفات نو بچیوں نے بھرپور تیاری کی ہوئی تھی۔ نمایاں کارکردگی دکھلانے والی بچیوں میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انعامات تقسیم کئے۔ اور بعد ازاں تمام شریک ہونے والی بچیوں کو حجاب عطا کئے گئے۔ تمام شرکاء کیلئے کھانے کے پیکٹ بھی موجود تھے جو ان میں تقسیم کئے گئے۔ پروگرام کے اختتام پر دس منٹ کا وقفہ ہوا اور پھر فوراً بعد ہی واقفین نو بچوں کا پروگرام شروع ہوگیا۔ اس پروگرام میں لوکل امارت ہمبرگ، ریجن نیڈرزاکسن اور ریجن شلیسویک میکلن برگ سے کل 60 واقفین نو بچے شامل ہوئے۔ تمام واقفین نو بچوں نے بھی اس پروگرام کے لئے بھرپور تیاری کر رکھی تھی۔

مذکورہ بالا دونوں پروگراموں میں تلاوت، حدیث، نظم، تقریر اور ترانوں کے علاوہ سکرین کے ذریعہ جرمنی میں احمدیت کی تاریخ کے حوالہ سے بھی پروگرام پیش کئے گئے۔ واقفات نو بچیوں کی کلاس میں لطائف بھی سنائے گئے۔ جبکہ بچوں کی کلاس میں بڑے ہی مؤثر رنگ میں تقریر اور ترانہ پیش کیا گیا۔ نمایاں کارکردگی دکھلانے پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقرر کو انعام سے بھی نوازا۔

کلاس کے اختتام پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام شرکاء میں پین تقسیم کئے۔

واقفات اور واقفین نو بچوں کے پروگرام کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ بیت الرشید کے بڑے ہال میں سکرین کے ذریعہ تمام پروگرام والدین کو ساتھ ساتھ دکھلایا گیا۔ وقف نو کے پروگراموں کے بعد نماز مغرب اور عشاء ادا کی گئی۔ سینکڑوں شرکاء کو حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ پورا دن وقفوں وقفوں کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ بھی اپنی رہائش گاہ میں اور پھر خواتین کے لئے مخصوص حصہ میں تشریف لے جا کر موجود خواتین کو انتہائی مؤثر انداز میں مختلف تربیتی موضوعات پر نصائح فرماتی رہیں۔

۱۸ رمئی ۲۰۰۴ء بروز منگل:

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر مسجد بیت الرشید ہمبرگ میں پڑھائی۔ تین صد سے زائد افراد جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت ملی۔

صبح نو بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو تقریباً بارہ بجے دوپہر تک جاری رہا۔ 45 فیملیز کے 221 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ملاقاتوں کے بعد لوکل عاملہ کے ممبران، وقار عمل کی ٹیم اور کارکنان نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ تصاویر کے بعد بریمن کے لئے روانگی کا پروگرام تھا۔ بڑی کثرت سے احباب جماعت اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے 'بیت الرشید' مشن ہاؤس کے احاطہ میں موجود تھے۔ ناصرات اور اطفال اپنی خوبصورت آوازوں میں ترانے پیش کر رہے تھے۔ روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے خواتین، بچیوں اور مردوں اور بچوں کو ہاتھ ہلا کر الوداعی السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد 12-30 بجے بریمن کے لئے روانگی ہوئی۔ بریمن میں ''سو مساجد کی سکیم'' کے تحت جماعت احمدیہ جرمنی کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ۔

قریباً سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ کا قافلہ بریمن پہنچا۔ مسجد میں مردوں اور خواتین کی ایک کثیر تعداد حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کو دیکھ کر خوشی اور مسرت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ ایم ٹی اے جرمنی کی ٹیم پروگرام کی ریکارڈنگ کے لئے موجود تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تمام احباب جماعت کو السلام علیکم کہا۔ حضور انور نے امیر صاحب جرمنی اور نگران صاحب سو مساجد سکیم سے مسجد کے ڈیزائن اور دوسرے امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات بھی دیں۔

دو بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ مسجد میں تشریف لائے اور نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد حضور انور نے دس ایسے افراد کو سندات خوشنودی اپنے دست مبارک سے عطا فرمائیں جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے بہترین کام کیا اور اپنے وقت کی قربانی دی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد میں موجود احباب جماعت کو خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ الحمدللہ! کہ آج آپ کی اس مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ نمازیں تو پہلے ہی شروع کی جا چکی ہوں گی۔ آج مجھے بھی موقع مل رہا ہے کہ مَیں یہاں نماز پڑھاؤں اور اس مسجد کی Formal Opening کروں۔

حضور انور نے احمدیوں کو صفائی کے معیار کو قائم رکھنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ مساجد کی اصل خوبصورتی تو نمازیوں کے ساتھ ہے۔ لیکن مساجد کی ظاہری صفائی بھی انتہائی ضروری ہے۔ پھر حضور انور نے احباب جماعت کو آپس میں پیار و محبت سے رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ انتہائی محبت کرنے والے سگے بھائیوں کی طرح آپس میں اتفاق پیدا کریں۔ نیز فرمایا کہ ان چند باتوں کے ساتھ امید رکھتا ہوں کہ یہ جماعت مثالی جماعت بن جائے گی۔ اور آپ ارد گرد کے ماحول میں دعوت الی اللہ کے ذریعہ احمدیوں کی تعداد کو بڑھائیں گے۔

کھانے اور مختصر آرام سے فارغ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد اور اس کے ماحول کا معائنہ فرمایا اور آرکیٹیکٹ احمدی خاتون سے مختلف سوالات دریافت فرمائے اور ساتھ ساتھ ہدایات بھی دیں۔

حضور انور نے مسجد کے احاطہ میں یادگار کے طور پر ایک سیب کا پودا اپنے دست مبارک سے لگایا۔ اس کے بعد حضور انور کے ساتھ لوکل عاملہ اور نمایاں خدمت کرنے والوں کے گروپ فوٹوز بھی ہوئے۔

حضور انور نے اپنے ویڈیو کیمرہ کے ساتھ مسجد کی مختلف زاویوں سے ویڈیو بنائی اور صفائی کرنے والے خدام کی درخواست پر ان کے ساتھ بھی تصویر بنوائی۔ Ostabruck روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی۔

Osnabruck میں بھی جماعت کی ایک خوبصورت مسجد ہے جہاں پہنچنے پر حضور انور ایدہ اللہ کا والہانہ استقبال ہوا۔ کثرت سے مردوخواتین اور بچے مسجد کے باہر احاطہ میں کھڑے اپنے پیارے آقا کی جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھے۔ جونہی حضور انور اپنی کار سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور بچیاں سارا عرصہ ترانے پیش کرتی رہیں۔

حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرمایا۔ مردوں کے ہال کے علاوہ خواتین کے ہال میں بھی تشریف لے گئے۔ لائبریری، کچن اور Basement کو بھی وزٹ کیا۔

اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ پھر واپس تشریف لا کر وہاں پر موجود تمام احباب جماعت کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ دعا کے بعد ساڑھے چھ بجے فرینکفورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں ایک پٹرول پمپ پر قافلہ گاڑیوں میں پٹرول ڈلوانے کے لئے رکا تو حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے لئے چہل قدمی فرمائی۔

شام نو بج کر بائیس منٹ پر بیت السبوح، فرینکفورٹ آمد ہوئی جہاں کثیر تعداد میں موجود مردوخواتین نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ حضور انور نے پہلے خواتین کو السلام علیکم کہا اور پھر لمبی قطار میں کھڑے احباب جماعت کے پاس سے گزرتے ہوئے اور ان کے نعروں کا ہاتھ ہلا کر جواب دیتے ہوئے اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ آٹھ سو کے قریب مرد وزن اور بچے بیت السبوح کے احاطہ میں موجود تھے۔

دس بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب اور عشاء پڑھائیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

عظیم تحریک...... دعوت الی اللہ

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہرؒ نمبر" میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی عظیم تحریک دعوت الی اللہ کے ہندوستان میں شیریں ثمرات مکرم ظہیر احمد خادم صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

دعوت الی اللہ حضورؒ کا اوڑھنا بچھونا تھا اور یہی توقع آپؒ ہر احمدی سے رکھتے تھے۔ چنانچہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵؍فروری ۱۹۸۳ء میں فرمایا: "اے محمد مصطفی ﷺ کے غلامو! اور اے دین محمد مصطفی ﷺ کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خداتعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو، کوئی بھی تمہارا کام ہو، دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو، کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو، تمہارا اوّلین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفی ﷺ کی طرف بلاؤ اور اُن کے اندھیروں کو نُور میں بدل دو اور اُن کی موت کو زندگی بخش دو، اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

پھر ۱۹۹۳ء میں جب سے حضورؒ نے عالمی بیعت کا نظام جاری فرمایا تو بیعتوں میں حیرت انگیز اضافہ ہونے لگا۔ دنیا کے دیگر ممالک کی طرح یہی کیفیت ہندوستان میں بھی دکھائی دینے لگی۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد سے چھائی ہوئی جمود کی کیفیت دُور ہونے لگی۔ اس کا آغاز ۱۹۹۱ء میں حضورؒ کے دورہ سے ہوا تھا۔ حضورؒ نے احمدیوں کی دینی غیرت کو للکارتے ہوئے فرمایا تھا: "اے ہندوستان والو! اے بھارت کے احمدیو! کیا اس عزت و سعادت کو جو خداتعالیٰ نے تمہیں تھمائی تھی، دوسرے ملکوں کو تم اپنے سے چھین کر لے جانے کی اجازت دو گے...... اگر ایسا ہوا تو بہت بڑی بدنصیبی ہو گی"۔

حضورؒ کی خواہش اور دعا کے ساتھ جب ہندوستان کی جماعتیں بیدار ہوئیں تو عالمی بیعت کے پہلے سال کی بیعتیں چودہ ہزار سے بڑھتے بڑھتے ۲۰۰۱ء میں چار کروڑ سے تجاوز کر گئیں۔

یہ عظیم الشان ترقی جہاں مومنوں کے لئے ایمان میں مزید ترقی کا موجب تھی وہاں دشمن اپنے حسد کے نتیجہ میں پہلے تو اس کامیابی کا سرے سے انکار کرتے رہے، پھر اُن کی صفوں میں شدید کھلبلی مچ گئی اور وہ طوعاً و کرہاً اپنے رسائل میں بھی یہ اظہار کرنے لگے کہ کروڑوں سادہ لوح قادیانیت کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ اس دوران کئی ایسے واقعات ہوئے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کے ساتھ اپنی تائید کا اظہار کیا۔ مثلاً کرناٹک کے ایک مولوی لیڈر نے جب اعلان کیا کہ وہ قادیانیت کے خلاف آئندہ خطبہ جمعہ بھرپور طور پر دے گا۔ لیکن جب وہ جمعہ پڑھانے آرہا تھا تو اُس کی سکوٹر سے ٹکر ہوگئی اور وہ وہیں فوت ہوگیا۔ جو لوگ اُس کا جنازہ لے جارہے تھے تو اُن کا ایک کار سے حادثہ ہوگیا جس سے بہت سے لوگ شدید زخمی ہوئے۔

اسی طرح کرناٹک کا ہی ایک شدید مخالف بڑا اثرورسوخ رکھتا تھا۔ ایک دفعہ کسی احمدی نے اُسے بددعا دی۔ وہ شخص نو آدمیوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا جب تیز رفتار گاڑی ایک ٹرک سے ٹکرا گئی۔ اُس نے دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگادی۔ لیکن اُس کا سر چُورچُور ہوگیا جبکہ باقی سب لوگ بچ گئے۔ علاقہ میں شور پڑ گیا کہ صرف احمدیت کا دشمن ہی مرا۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ کا دشمنوں کے ساتھ یہ سلوک ہے تو دوسری طرف لوگوں کو خود قبول احمدیت کے لئے تیار کر رہا ہے۔ چنانچہ بہت سوں کو خواب کے ذریعہ ہدایت کی طرف راہنمائی عطا ہوئی جن کے ساتھ سینکڑوں عوام الناس بھی احمدیت کے نُور سے منور ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک نصیحت

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہر نمبر" میں نومسلموں کی حفاظت کے لئے حضورؒ کی وہ نصیحت بھی شامل اشاعت ہے جو حضورؒ نے محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کو تحریر فرمائی جب وہ سپین میں دعوت الی اللہ میں مصروف تھے۔ حضورؒ نے فرمایا: "میری تاکیدی نصیحت یہ ہے کہ نومسلموں کو کبھی سپرداری کے بغیر نہ چھوڑیں ورنہ وہ ضائع ہوجاتے ہیں۔ خصوصاً سپین میں تبلیغ اسلام کی گزشتہ تیس سالہ جدوجہد سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ کیسا دردناک منظر ہے کہ اندر آنے اور باہر جانے کے دونوں راستہ یکساں گزرگاہ بنے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی شکاری خوفناک درندوں سے بھرے ہوئے جنگل میں ہرنوں اور بھیڑیوں کو زیردام لالاکر درختوں سے باندھتا ہوا گزرتا چلا جائے، اس امید پر کہ بعد فرصت کسی دن ان کے ریوڑ بناؤں گا۔ کیا ایسے شکاری کا ماحصل حسرت کے سوا کچھ ہو سکتا ہے؟

پس اسلام میں آنے والی کسی معصوم روح کو سپرداری کے بغیر مادہ پرستی کے ہولناک جنگل میں تنہا نہ چھوڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کس کی سپرداری ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک اُن کی تربیت کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے والے روح پرور واقعات انہیں سناتے رہیں۔ آنحضور ﷺ اور دیگر انبیاء کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو یعنی اپنے ربّ کی محبت اُن کے سامنے بار بار پیش کریں۔ خود اُن سے دعائیں کروائیں اور ساتھ ہی اُن کے لئے دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبولیت دعا کا چسکا ڈال دے، وہ اللہ سے محبت اور پیار کی باتیں کئے بغیر نہ رہ سکیں۔ دعا اُن کا اوڑھنا بچھونا، ان کی روح کی غذا، اُن کا مشروب بن جائے۔ تب آپ سمجھیں کہ سپرداری کا حق ادا ہوا۔"

شفیق و مہربان آقاؒ

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہرؒ نمبر" میں مکرم رفیق احمد حیات صاحب حضورؒ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضورؒ کی لندن میں آمد کے ساتھ ہی لندن مسجد کے خوابیدہ علاقہ میں یکدم سرگرمی اور جوش آگیا۔ اُن دنوں حضورؒ ہر روز مجلس عرفان فرماتے۔ اس طرح احباب جماعت اور حضورؒ کے درمیان ایک گہرا رشتہ پیدا ہوگیا۔ ۱۹۸۷ء میں حضورؒ نے مجھے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا نیشنل قائد مقرر فرمایا تو یہ تقرری مجھے حضورؒ کے بہت قریب لے آئی۔ حضورؒ نہ صرف میری حوصلہ افزائی فرماتے بلکہ جماعت کے نوجوانوں میں بہت دلچسپی لیتے اور ہماری تربیت کی خاطر ہر تقریب میں شرکت فرماتے۔ حضورؒ سکواش کے ایک مشّاق کھلاڑی تھے اور ہمارے ٹورنامنٹ میں شرکت کرکے خود بھی کھیل میں حصہ لیتے۔ ہاکی اور کرکٹ کے میچز دیکھنے کے لئے بھی تشریف لاتے۔ ہاکی کی ٹیم "ایم ٹی اے" (مسلم ٹائیگرز احمدیہ) بنانے میں بھی حوصلہ افزائی فرمائی جس نے کئی قومی اور عالمی ٹورنامنٹس میں حصہ لیا۔

حضورؒ ایک ماہر نشانہ باز تھے۔ مارشل آرٹ کی نمائش سے بھی محظوظ ہوتے۔ کبڈی بھی پسندیدہ کھیل تھا۔ سادگی اور بے تکلّفی سے آپؒ نوجوانوں کے ساتھ گھل مل جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ تربیتی امور پر گہری نظر تھی۔ نماز اور قرآن کریم کی تعلیم پر بہت زور دیتے۔ حضورؒ کے ارشاد پر ہی اطفال ریلی کا انعقاد شروع ہوا۔ آپؒ کے ارشاد پر ریسرچ ٹیمیں تشکیل پائیں جنہیں تحقیق کرنے کا طریق آپؒ نے ہی سکھایا اور بعض اوقات کئی کئی گھنٹے روزانہ ملاقات کا شرف عطا فرماتے رہے۔ مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے آغاز کے لئے آپؒ نے قدم قدم پر ہدایات سے نوازا۔ اور ہماری معمولی خدمات کی بہت قدر فرمائی۔

جب حضرت بیگم صاحبہؒ بیمار ہوئیں تو بہت سی پریشانیوں کے باوجود حضورؒ نے جماعتی کاموں میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ آپؒ اپنی ذات اور ذاتی پریشانیوں پر جماعت کے ہر کام کو ترجیح دیتے۔

حضورؒ ایک بہترین دوست، باپ اور راہنما تھے۔ آپؒ کی وفات سے مَیں ایک باپ، ایک دوست اور ایک قائد سے محروم ہوگیا۔

داستانِ درویش بزبان درویش
از محترم مولانا عبدالقادر صاحب دہلوی

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے رسالہ مشکوٰۃ نومبر ۲۰۰۳ء میں درویشِ قادیان محترم مولانا عبدالقادر صاحب دہلوی ابن حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم صاحبؓ نے اپنے حالات بیان کئے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی خبر دہلی پہنچی تو میرے والد صاحب کے نانا حضرت محمد اسماعیل صاحبؓ اور ماموں حضرت عبدالعزیز صاحبؓ نے احمدیت قبول کرلی۔ دونوں ۳۱۳؍اصحاب میں شامل ہوئے۔ میرے والد نے بھی ۱۸۹۰ء میں بذریعہ خط اور ۱۸۹۱ء میں قادیان آکر دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ میرے علاوہ چھ بھائی اور چار بہنیں ہیں جو سب مخلص احمدی ہیں۔ محترم عبدالرحمٰن دہلوی صاحب میرے بڑے بھائی ہیں جن کے ذریعہ محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب نے احمدیت قبول کی۔ ایک بھائی صوبیدار عبدالمنان دہلوی نے حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے انچارج حفاظت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

ابتدائی تعلیم کے لئے مَیں اور میرے بھائی عبدالمنان جس پرائمری سکول میں جاتے، وہاں اپنے مولوی صاحبان کے ڈیسک میں چپکے سے لٹریچر ڈال آتے۔ مولوی صاحبان بھی خاموشی سے پڑھتے رہے اور آخر ایک روز پوچھا کہ کون یہ لٹریچر ڈالتا ہے۔ ہم بھائیوں نے ہاتھ کھڑا کیا تو وہ ہمارے والد صاحب سے ملے اور جلد ہی احمدیت قبول کرلی۔ دہلی سے چھٹی جماعت پاس کرکے ہم مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوگئے۔ دو تین سال بعد ہمارا گھرانہ بھی قادیان آگیا اور ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ نوجوانی میں مجھے نمازیں مسجد مبارک میں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ کئی بار ظہر کی نماز کے بعد عصر تک

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہر نمبر" میں شامل اشاعت مکرم جمیل الرحمٰن صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

چشم بینا کے لئے کیا کیا نظارے دے گیا
اُس کے دامن میں تھے جتنے پھول سارے دے گیا
منتشر ذہنوں کو یکسو کر گئی اُس کی صدا
ہر بھٹکتی ناؤ کو سمت و کنارے دے گیا
سلکِ جاں ٹوٹی تو دیکھا دیکھنے والوں نے پھر
آفتاب اپنے عوض کتنے ستارے دے گیا
وقت رخصت رکھ گیا بنیاد مریم فنڈ کی
بیٹیوں بہنوں کو جینے کے سہارے دے گیا

ذکر میں مشغول رہتا۔ جمعہ کے روز گیارہ بجے مسجد پہنچ جاتا۔

مدرسہ احمدیہ میں سات سال پڑھنے کے بعد مَیں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگیا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل تھے اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ ہمیں حدیث پڑھاتے تھے۔ حضرت میر صاحب کے کہنے پر مَیں نے مصر میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے درخواست دی تو جواب آیا کہ جس کے پاس پاسپورٹ بنوانے کے لئے پیسے نہیں، وہ مصر کیا لینے جائے گا۔ دو تین دن بعد مَیں نے خواب دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے مجھے کہا: ”عبدالقادر مصر“۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جنگ عظیم دوم میں مجھے جماعت نے فوج میں بھرتی کروادیا۔ محکمہ سپلائی میں میری ڈیوٹی لگی۔ چند ماہ بعد مجھے مصر بھجوادیا گیا۔ چند ماہ وہاں رہنے کے بعد ہماری فوج فلسطین پہنچی۔ وہاں سے شام گئے۔ کئی دیگر عرب ممالک میں بھی جانے اور مقدس مقامات کی خوب سیر وزیارت کا موقع ملا۔ پھر مسولینی کی فوج کا پیچھا کرتے ہوئے ہم اٹلی پہنچے۔ ہمارے کیمپ پر بمباری اور توپوں کی گولہ باری ہوتی تھی لیکن مَیں مورچوں میں لیٹے اور بیٹھے ہوئے بھی نمازیں ادا کیا کرتا تھا۔ حالات کچھ بھی ہوں، نماز مَیں نے کبھی ترک نہیں کی۔ اٹلی میں عیسائیوں کے مقدس مقامات کی بھی خوب سیر کی۔ ایک روز پوپ کے خطاب میں بھی چلا گیا اور موقع دیکھ کر اُن کا ہاتھ تھام کر انہیں احمدیت کا پیغام پہنچادیا۔ انہوں نے میری باتیں سن کر خوشی کا اظہار کیا۔ اس کا ذکر تاریخ احمدیت میں بھی موجود ہے۔ بعد میں وہاں موجود دیگر عیسائیوں کو بھی تبلیغ کرتا رہا۔ اٹلی میں حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر مجھے شاہ برطانیہ کی طرف سے سند خوشنودی بھی دی گئی۔

دو سال اٹلی میں رہنے کے بعد ہم یونان چلے گئے۔ وہاں یونانیوں کو تبلیغ کرتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ترکی نے ہم پر آٹھ سو سال حکومت کی ہے لیکن اسلام کے جو محاسن آپ ہمیں بتاتے ہیں، اُن سے ہمیں روشناس نہیں کرایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس طویل سفر کے دوران میری بارہا حفاظت فرمائی۔ ایک بار اٹلی میں اپنے خیمہ میں جب مَیں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا تو ایک پاگل کتا خیمہ میں آگیا لیکن مجھے تین فٹ سے سونگھ کر واپس چلا گیا۔ باہر لوگ اُس کا پیچھا کر رہے تھے جنہوں نے اُسے مار دیا۔

اٹلی میں ہی ایک روز برفباری میں ہماری گاڑیاں پھنس گئیں۔ ہم ڈیرے سے دو تین میل دُور تھے۔ رات یونہی گزرتی تو موت یقینی تھی۔ مَیں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلا۔ اندھیرا اور برف کی وجہ سے کچھ علم نہیں تھا کہ کدھر جانا ہے۔ آخر مَیں نے دعا شروع کی۔ دعا ختم کی تو ایک جیپ ہمارے پاس آکر رُکی جو ہماری ہی تلاش میں نکلی تھی۔

آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ سورۃ کہف کی پہلی و آخری دس آیات پڑھ لیا کرو تو دجال کے فتنہ سے محفوظ رہو گے۔ مَیں روزانہ ان آیات کی تلاوت کرتا۔ ایک بار لیبیا میں قیام کے دوران مَیں چلتی ہوئی گاڑی سے گرا تو وہ گاڑی موڑ کاٹ رہی تھی۔ اُس کے پچھلے دو پہیے میرے ٹخنوں پر سے گزر گئے۔ نیچے چٹان اور لکڑیاں ٹوٹ گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری ٹانگوں کو محفوظ رکھا۔

پھر ہماری یونٹ یونان سے کراچی اور پھر جالندھر پہنچی جہاں مجھے فارغ کردیا گیا۔ پھر مَیں قادیان میں حفاظت مرکز کی ڈیوٹیاں دیتا رہا اور بعد میں بطور درویش خدمت کی توفیق پائی۔ بعد میں بطور ناظم جائیداد و تعمیرات، آڈیٹر، محاسب، سیکرٹری بہشتی مقبرہ کے علاوہ مختلف نظارتوں میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق بھی پائی۔

حضرت منشی محمد اروڑے خانصاحبؓ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۳ و ۱۴؍نومبر ۲۰۰۳ء میں مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کے قلم سے حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحبؓ آف کپورتھلہ کے بعض واقعات شامل اشاعت ہیں۔

حضرت منشی صاحب ایک معمولی نوکری سے تحصیلداری تک پہنچے اور ریاست کی طرف سے خانصاحب کا خطاب حاصل کیا۔ پھر جبراً پنشن لے لی ورنہ اَور بھی ترقی کرتے۔ آپؓ اپنی ضروریات کے موافق تنخواہ میں سے رکھ کر باقی سب کچھ خدا کی راہ میں پیش کردیتے تھے۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری درخواست پر کپورتھلہ آنے کا وعدہ فرمالیا اور تاریخ بتادی لیکن ریلوے کی کسی خرابی کی وجہ سے اُس وقت نہ تشریف لاسکے۔ ہم مایوس ہوکر واپس چلے آئے۔ دوسرے وقت کسی نے بتایا کہ حضورؑ کپورتھلہ کی ایک مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔ ہم وہاں گئے تو حضورؑ بڑی محبت و شفقت سے ملے اور سفر کے بارہ میں ہمارے عرض کرنے پر فرمایا کہ کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک بار حضورؑ نے آپؓ کو فرمایا: منشی جی! لوگ دعا کے لئے لکھتے ہیں، آپ کیوں نہیں لکھتے؟۔ آپؓ نے عرض کیا کہ حضور کا وقت بہت قیمتی ہے، جتنا وقت میرا خط پڑھنے میں لگائیں گے، اتنے میں دین کا کوئی کام کرلیں گے، باقی اگر حضورؑ کے دل میں ہم نے جگہ پیدا کرلی ہے تو ہمارے عرض کرنے کے بغیر بھی حضورؑ ہم کو نہ بھولیں گے۔

ایک بار حضورؑ نے گورداسپور جانا تھا۔ دیگر صحابہؓ کو حضورؑ نے پہلے روانہ کردیا اور حضرت منشی صاحبؓ کو اپنے ساتھ رکھا کہ یکہ میں چلیں گے۔ آپؓ نے کچھ دیر بعد عرض کی کہ مَیں نے بٹالہ میں اپنی لڑکی کو بھی ملنا ہے اور وقت تنگ ہو رہا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آپ یکہ میں چلے جائیں اور لڑکی کو مل کر پھر راستہ میں مجھ سے مل لیں۔ آپؓ نے عذر کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور پیدل آئیں اور مَیں سوار ہوکر جاؤں۔ جب آپؓ کا اصرار بہت بڑھا تو حضورؑ نے فرمایا: اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب۔ چنانچہ آپؓ روانہ ہوگئے اور بٹالہ میں لڑکی سے مل کر پھر واپس قادیان سے آنے والے راستہ پر آئے تو دُور سے حضورؑ تن تنہا پیدل آتے نظر آئے۔ پھر حضورؑ کے ساتھ ہی یکہ پر بیٹھ کر بٹالہ پہنچے۔ آپؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک خادم کے ساتھ حسن سلوک کا یہ واقعہ حضورؑ کا عظیم الشان اخلاقی معجزہ ہے۔

حضرت منشی صاحبؓ اپنی ذات پر بہت تنگی سے خرچ کرتے تھے اور ساری بچت حضورؑ کی خدمت میں پیش کردیتے۔ دوپہر کو گھر سے دو روٹیاں آجاتیں جو نمکین لسّی کے ساتھ کھالیتے۔ ایک بار نیلامی میں سے پرانا کوٹ خرید لیا۔ حضرت منشی محمد خان صاحبؓ ناراض ہوئے تو فرمایا کہ مجھے زندگی گزارنی ہے، اس کوٹ سے جاڑا گزر گیا تو کسی غریب کو دیدوں گا، مجھے تکلفات کے کوٹ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

ایک بار آپؓ کو ایک سو روپیہ انعام میں ملا تو اپنے ایک بھائی کو بلایا جو درزی تھا اور فرمایا کہ ایک روپے میں دو کُرتے بنادو۔ اُس نے کہا یہ بڑا مشکل ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مَیں خرچ نہیں کرسکتا۔ باقی ننانوے روپے آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں قادیان بھیج دیئے۔

حضورؑ کی محبت میں سب کچھ قربان کر رکھا تھا۔ ایک بار بیوی اتنی بیمار تھی کہ گویا قریب المرگ تھی۔ ایسے میں حضورؑ کا حکم ملا کہ قادیان آجائیں۔ آپؓ کچہری سے ہی قادیان روانہ ہوگئے۔ آپؓ کے بھائی نے بیوی کی حالت کا عرض کیا تو فرمایا کہ مَیں تو رُک نہیں سکتا۔ اگر خدانخواستہ انتقال ہوگیا تو دفن کردینا۔ چنانچہ قادیان چلے آئے۔ چند روز کے بعد واپس گئے تو بیوی تندرست ہوچکی تھی اور گھر کا کام کر رہی تھی۔

حضورؑ کو بھی آپؓ سے غیر معمولی محبت تھی۔ ایک بار آپؓ قادیان آئے تو دوسرے احباب کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضورؑ تشریف لائے، آپؓ پر نظر پڑی تو فرمایا: ”منشی صاحب! آپ آگئے، آؤ مصافحہ تو کرلیں“۔ چنانچہ حضورؑ نے صرف آپؓ ہی سے مصافحہ فرمایا۔

ایک بار آپؓ اور دو دیگر دوست قادیان حاضر ہوئے۔ واپسی کے وقت حضورؑ نے فرمایا کہ کھانا کھاکر جانا۔ کچھ دیر بعد لنگر سے کھانا آیا تو یہ تینوں کھانا کھاکر روانہ ہوگئے۔ جب بٹالہ پہنچ کر ریل میں بیٹھ گئے تو دیکھا کہ یکہ والا ایک آدمی بھاگ کر آپ کو تلاش کر رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ تم کو حضورؑ نے کہا تھا کہ کھانا کھاکر جانا، اب یہ کھانا حضورؑ نے بھجوایا ہے۔ چنانچہ کھانا اُس نے انہیں دیا جس میں پلاؤ وغیرہ بھی شامل تھا۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب بھی مَیں کوئی سوال حضورؑ سے پوچھنا چاہتا تو حضورؑ سوال سے پہلے ہی اس کا جواب دیدیتے۔ ایک بار مَیں نے دلیری سے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں ڈالتا ہے کہ یہ سوال کرو اور میرے دل میں ڈالتا ہے کہ یہ جواب دیدو، یہ کوئی ایسی بات نہیں۔

ایک بار آپؓ نے پوچھا کہ معجزہ کسے کہتے ہیں؟ حضورؑ نے فرمایا کہ مثلاً شدید گرمی میں مرید اپنے پیر سے خواہش کریں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے۔ جب ہوا چل جائے تو اس سے مریدوں کا ایمان تو بڑھے گا لیکن مخالف کہیں گے کہ ہوا کا تو کام ہی چلنا ہے۔ معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے۔

آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ سے اتنی محبت تھی کہ حضورؑ کی وفات کے بعد قادیان آکر ایک کوٹھڑی میں رہائش اختیار کرلی، سارا دن قرآن پڑھنے میں گزر جاتا۔ اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے۔ جب بیمار ہوتے تو دوا سے پرہیز کرتے اور کہتے کہ مجھے وہاں جانے دو جہاں میرا محبوب ہے۔ عشق کی عجیب کیفیت تھی۔

آپؓ کی سادگی اور احمدیت سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت محمد علی صاحب اشرفؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے معلوم ہوا کہ تحصیل بھونگہ کے تحصیلدار احمدی ہیں تو مَیں اپنے احمدی بھائی کی زیارت کو وہاں پہنچا تو ایک پستہ قد، نیلا تہبند باندھے سر پیر سے ننگے شخص کو بکریاں چرانے میں مصروف پایا۔ مَیں نے اُن سے پوچھا: تحصیلدار صاحب یہاں ہیں؟ پوچھا: کیا کام ہے؟ مَیں نے کہا محض ملنا ہے۔ انہوں نے مجھے کرسی پر بٹھایا اور خود ایک بنچ پر بیٹھ گئے اور مکرر پوچھا کہ کیا کام ہے۔ مَیں پوچھا: کیا آپ یہاں کے چپڑاسی ہیں؟ وہ سنجیدگی سے فرمانے لگے: آپ کو اس سے کیا، آپ کام بتائیں۔ مَیں نے (احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے) ڈرتے ڈرتے کہا کہ کام کچھ نہیں، میرا اُن کا روحانی تعلق ہے۔ یہ سنتے ہی آپؓ باغ باغ ہوگئے۔ مجھے اپنے مکان میں لے جاکر عزت سے کرسی پر بٹھایا، حقہ تازہ کرکے دیا، ایک بکری دوہ کر چائے تیار کی اور ایک مٹکے سے مٹھائی نکال کر طشتری بھردی۔ مَیں نے خیال کیا کہ یہ تحصیلدار صاحب کے خانساماں معلوم ہوتے ہیں اور بوجہ احمدی افسر کے ملازم ہونے کے کیسے مؤدب اور تربیت یافتہ ہیں۔

اسی دوران کچہری کا وقت ہوگیا تو آپؓ نے وہیں صحن میں عدالت قائم کرکے ناظر کو بلاکر مقدمات سننے شروع کردیئے۔ مَیں نے ایک سائل سے پوچھا کہ تحصیلدار صاحب کب آئیں گے؟ تو وہ کہنے لگا: یہی تو ہیں۔ پھر بارہ بجے کے قریب کچہری برخواست ہوئی اور پھر مہمان نوازی میں منہمک ہوگئے۔ چاہتے تو کوئی ملازم رکھ سکتے تھے لیکن تصنع سے کوسوں دُور تھے۔ مَیں شرم سے پانی پانی ہوا جاتا تھا۔ آپؓ نے اپنے عہدہ یا بڑائی کی کوئی بات نہ کی۔ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی بات کرتے تو فرماتے کہ میرا معشوق ایسا ہے، میرا محبوب ایسا ہے۔ ایسی ہی باتوں میں شام ہوگئی تو جبراً مجھے اپنے پاس ٹھہرالیا۔ جب مَیں بستر پر لیٹا تو آپؓ میری پائنتی بیٹھ کر پاؤں دابنے لگے۔ مَیں بار بار اصرار کرتا کہ یہ تو مجھے کرنا چاہئے لیکن میری ایک نہ سنی۔ پھر صبح اٹھ کر وہی خاطر مدارت شروع ہوگئی۔ بمشکل تمام مَیں نے رخصت لی تو میرے ہمرکاب دُور تک آئے اور دوبارہ ملنے کا وعدہ لے کر الوداعی مصافحہ کرکے مجھے رخصت کیا۔ مگر پھر بھی مُڑ مُڑ کر محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ بھائی کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کرسکتے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday June 04, 2004 | Issue No. 23

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ بلجیم اور جرمنی میں متعدد اہم دینی مصروفیات کی بعض جھلکیاں

نعرہ ہائے تکبیر اور روحانی پاکیزہ نغمات کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کے والہانہ استقبال کے خوبصورت مناظر۔
سینکڑوں افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ تقریب آمین۔ مسجد بیت المومن میونسٹر کا معائنہ۔
بیت الرشید ہمبرگ (جرمنی) میں واقفین نو بچوں اور بچیوں کی کلاسز میں شرکت اور بچوں کی حوصلہ افزائی۔

بریمن (جرمنی) میں نوتعمیر شدہ مسجد کا باقاعدہ افتتاح اور احبا ب کو مسجد کی آبادی کے ساتھ ساتھ اس کی ظاہری صفائی کا اہتمام کرنے، باہمی اتحاد و اتفاق اور دعوت الی اللہ کی نصیحت ۔ اوسنابروک میں جماعت کی مسجد کا معائنہ ۔

(رپورٹ: اخلاق احمد انجم)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۵؍مئی بروز ہفتہ یورپ کے تین ملکوں بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ صبح آٹھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور مسجد فضل لندن سے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر کافی تعداد میں احباب وخواتین حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مسجد فضل کے احاطہ میں جمع تھے۔ سفر پر روانگی سے قبل حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

گیارہ بجے انگلستان کی سمندری بندرگاہ DOVER سے بذریعہ فیری Calais کے لئے روانگی ہوئی۔

فرانس کے مقامی وقت کے مطابق ایک بجے CALIS پہنچے تو مکرم امیر صاحب بلجیم نے ایک وفد کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ مع قافلہ مقامی وقت کے مطابق ۲ بجکر پینتالیس منٹ پر بلجیم مشن ہاؤس پہنچے تو وہاں ۷۷۰ مرد وخواتین اور بچے حضور انور ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جب حضور انور کی گاڑی مشن ہاؤس کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو مشن ہاؤس نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ حضور انور نے سب احباب کو السلام علیکم کہا اور ان کے نعروں کا ہاتھ ہلا کر جواب دیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

18:10 پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے لئے مارکی میں تشریف لائے اور نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد گیارہ بچوں کی تقریب آمین ہوئی جن میں دو بچے اور ۹ بچیاں تھیں۔ حضور انور نے سب بچوں سے دریافت فرمایا کہ کیا قرآن کریم سب کے اپنے ہیں۔ مربی صاحب نے بتایا کہ لائبریری سے مہیّا کئے گئے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم میری طرف سے آپ کو تحفہ ہوں گے۔ حضور انور نے ہر بچے کو اپنے دست مبارک سے بچے کا نام لکھ کر اور دستخط کر کے قرآن کریم کے نسخے تحفۃً عطا فرمائے۔ حضور انور نے بعض بڑے بچوں سے قرآن کریم درمیان سے سنا اور فرمایا کہ جب قرآن درمیان سے شروع کیا جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ کے بعد بِسْمِ اللّٰہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس تقریب کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بلجیم کی درخواست پر خدام الاحمدیہ کی عاملہ کے ساتھ حضور انور نے تصویر بنوائی۔ تصویر کے دوران حاضرین میں بیٹھے ہوئے نائیجر کے ایک افریقن نوجوان کو اشارہ سے حضوانور نے اپنے پاس بلایا اور انہیں شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد حضور انور مارکی سے اپنے دفتر تشریف لائے جہاں فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا جورات دس بجے تک جاری رہیں۔

اس دوران حضور انور نے ۳۸ فیملیز کے کل ۲۰۱؍احباب وخواتین کو ملاقات کا شرف بخشا۔ ان ملاقات کرنے والوں کا تعلق پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، پرتگال، یمن، نائیجر، سیرالیون اور بلجیم سے تھا۔ 22:15 بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے ساتھ ۱۵ مئی کے پروگرام اپنے اختتام کو پہنچے۔

حضور انور ایدہ اللہ کے یہاں قیام کے دوران نائیجر اور صومالیہ سے تعلق رکھنے والے ۲ نوجوانوں نے بیعت کی توفیق پائی۔ الحمدللہ علی ذلک۔

۱۶؍مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار:

۱۶؍مئی کو دس بج کر ۱۵ منٹ پر حضور انور جرمنی کے لئے روانہ ہوئے۔ امیر صاحب بلجیم اور جماعت کے بعض احباب بھی جرمنی کے بارڈر تک حضور انور کے قافلہ کے ساتھ آئے۔ قافلہ گیارہ بج کر چالیس منٹ پر بلجیم اور جرمنی کے بارڈر پر پہنچا۔

جرمنی جماعت کی طرف سے محترم امیر صاحب جرمنی، محترم نائب امیر و مبلّغ انچارج صاحب، محترم جنرل سیکرٹری صاحب، محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ، محترم معتمد صاحب خدام لاحمدیہ، محترم اکمل صاحب، محترم بلال صاحب نمائندہ MTA جرمنی، محترم فیضان اعجاز صاحب، محترم خواجہ عبدالقدوس صاحب اور محترم منہاس صاحب حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے بارڈر پر موجود تھے۔ بلجیم کے وفد نے حضور انور سے الوداعی شرف مصافحہ حاصل کیا اور قافلہ اگلی منزل یعنی بیت المومن میونسٹر (Münster) کیلئے روانہ ہوا۔ قریباً دو بجے قافلہ میونسٹر پہنچ گیا۔ مسجد بیت المومن میونسٹر پہنچنے پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ کا نعرہ ہائے تکبیر اور انتہائی خوش الحانی سے پڑھی جانے والی استقبالیہ نظموں اور پاکیزہ نغمات کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ استقبال کرنے کیلئے محترم ریجنل امیر صاحب ویسٹ فالن، محترم الیاس منیر صاحب مبلّغ سلسلہ میونسٹر اور محترم صدر صاحب میونسٹر کے علاوہ تین صد افراد جمع تھے۔ جس میں لجنہ اماء اللہ کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ بعد ازاں مکرم الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ اور انکی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ اور قافلہ کے تمام ممبران کی خدمت میں پُرتکلّف کھانا پیش کیا گیا۔ اس کھانے کی اجازت محترم مربی صاحب نے قبل از وقت حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کرلی تھی۔ دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اگلی منزل ہمبرگ کی طرف روانہ ہونے کے لئے تشریف لائے۔ روانگی سے قبل حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کا معائنہ کیا اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ روانگی کے وقت حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موجود تمام مرد احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ اور اسی طرح لجنہ اماء اللہ کو بھی السلام علیکم کہنے لئے گئے۔

میونسٹر شہر سے پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر ریجن ویسٹ فالن کی ایک بڑی جماعت اوسنا بروک (Osnabrück) واقع ہے۔ جب ان کو علم ہوا کہ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ انکے علاقہ سے گزرے گا تو احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد راستہ میں موٹروے کے اوپر سے گزرنے والے پل پر جمع ہوگئی اور جماعت احمدیہ، خدام الاحمدیہ اور جرمنی کے جھنڈوں کو لہراتے ہوئے، ہاتھوں کو ہلا ہلا کر قافلہ کو خوش آمدید کہا۔ تقریباً 500 میٹر کے اس سفر کیلئے قافلہ کی تمام گاڑیاں موٹروے کے انتہائی دائیں طرف والے ٹریک میں آگئیں اور آہستہ آہستہ خیر مقدمی کلمات کے ساتھ استقبال کے لئے آنے والے احباب کے قریب سے گزرتی گئیں۔

شام آٹھ بجے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ بخیر وعافیت بیت الرشید ہمبرگ پہنچ گیا۔ محترم ظہور احمد صاحب لوکل امیر ہمبرگ، محترم منیر احمد منور صاحب مربی سلسلہ ہمبرگ اور احباب جماعت ہمبرگ نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ اور قافلہ کے دیگر معزز ممبران کے استقبال کا بہت وسیع انتظام کر رکھا تھا۔ محترم لوکل امیر صاحب

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔